یا اللہ مدد

حق چار یارؓ

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

استاذ الاساتذہ رئیس المحدثین

حضرت مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہ

...... اور ......

مولانا نثار احمد الحسینی

مکتوبات

استاذ الاساتذہ رئیس المحدثین

حضرت مولانا سلیم اللہ خان نور اللہ مرقدہ

جمع و ترتیب

حمزہ احسانی غفرلہ

خادم اہل سنت

0312 4612774 0334-4612774 0307 5687800
khadim.khan4@yahoo.com
دار الامین لاہور

فہرست

مولانا نثار احمد صاحب سے خلافت سلب کیے جانے کے اسباب ۳

مولانا نثار صاحب کا شیخ محمد علوی مالکی کی تعریف کرنا اور اُن سے اجازت حدیث لینا ۳

مولانا نثار صاحب کا ''مفاہیم'' کی تائید میں ایک مکاشفہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کرنا ۳

مولانا نثار صاحب کو صوفی محمد اقبال صاحب سے اجازت وخلافت ۴

مولانا نثار صاحب کا قضیہ ''مفاہیم'' میں طرفین سے سوءِ ظن کو سوءِ خاتمہ کا سبب سمجھنا ۴

مولانا نثار صاحب کا مجالس ذکر میں اکابر اہل سنت دیوبند سے جدا موقف ۴

مولانا نثار صاحب کا مختلف حضرات سے خلافتیں مانگ کر اُن کی نمائش کرنا ۵

خلافت راشدہ میں جمہور اہل سنت سے الگ نظریہ اور مولانا قاضی مظہرؒ کو ناقدِ صحابہ کہنا ۵

مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی وفات کے دوسرے دن ہی حضرتؒ کے خطوط کو جعلی قرار دینا ۶

اگر خطوط جعلی تھے تو مولانا نثار نے جواب کیوں دیا؟ اور حضرت رحمہ اللہ سے رابطہ کیوں نہ کیا؟... ۷

یہ مکتوبِ گرامی حضرت رحمہ اللہ کی زندگی میں کیوں نہ طبع ہوا؟ ۷

حضرت رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد صاحب کی مکمل مراسلت ۸

مولانا نثار صاحب کے نام حضرت رحمہ اللہ کا پہلا مکتوب گرامی ۸

حضرت رحمہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی تحریر ۱۰

مولانا نثار احمد صاحب کا جوابی خط اور اُس میں مغالطہ آمیزی کی کوشش ۱۱

مولانا نثار احمد صاحب کی مرتب اور دستخط کردہ تحریر اور مغالطہ دینے کی سعی ۱۳

حضرت کی طرف سے جواب الجواب اور ڈیڑھ ماہ انتظار، فون پر مولانا نثار صاحب سے رابطہ.... ۱۸

مولانا نثار صاحب کے نام حضرت رحمہ اللہ کا آخری مکتوب گرامی اور سلبِ خلافت ۲۰

کتاب 'تحفظ عقائد اہل سنت' کے بارے میں حضرتؒ کا موقف اور مولانا نثار صاحب کی چالاکی ۲۲

شیخ محمد علوی مالکی قضیہ میں حضرتؒ کی رائے، قدیم مکتوب گرامی، درسی حوالہ اور دستی تحریر........ ۲۳

مولانا نثار کا اکابر اہل سنت دیوبند کی تحریرات کو ''مماتیت وسلفیت سے زیادہ خطرناک'' قرار دینا ۲۴

مولانا نثار صاحب کی ایک اور چالاکی اور حضرت رحمہ اللہ کے قلم سے اُس کا توڑ ۲۵

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کا معاملہ ۲۵

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب سے مؤدبانہ گذارش ۲۷

مولانا ہزاروی کا موقف، علماء ومشائخ سے گذارش ۲۷

رئیس المحدثین مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ..اور..مولانا نثار احمد الحسینی

رئیس المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ تعالیٰ کی پوری زندگی اتباع سنت اور شرک و بدعت کی تردید سے عبارت ہے۔ آپ کا مسلکی تصلب اور حمیت بیگانوں میں بھی مسلم ہے۔ اسی حمیت کا مظہر ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے اپنے خلیفہ جناب مولانا نثار احمد الحسینی صاحب [ساکن حضرو ضلع اٹک] سے اپنی خلافت بھی اِس لیے سلب فرمالی کہ وہ بعض صوفیانہ اشغال میں بدعات کی طرف مائل ہی نہیں ان کے داعی بھی ہیں۔

مولانا نثار احمد صاحب سے خلافت سلب کیے جانے کے اسباب:

حضرت رحمہ اللہ نے مولانا نثار صاحب کو خلافت' اُن کی درخواست (بلکہ اِصرار) پر اِس لیے دی تھی کہ وہ ردِمماتیت میں فعال ہیں۔ لیکن مولانا نثار صاحب یہ بھول گئے کہ حضرت رحمہ اللہ جیسے مماتیت سے بیزار تھے ایسے ہی دیگر گمراہیوں اور بدعات سے بھی بیزار تھے۔

جب حضرت رحمہ اللہ کو معلوم ہوا کہ:

۱......مولانا نثار احمد صاحب رضاخانی نظریات کے حامل شیخ محمد بن علوی مالکی کی تعریف و توصیف کرتے ہیں۔ اور اُن سے اجازتِ حدیث کو تحدیثِ نعمت کے طور پر بیان کرتے ہیں۔[1]

۲......شیخ محمد بن علوی مالکی کی بدعتی نظریات پر مشتمل کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کی تائید میں

۱..''سوانح واَفکار علماءِ مچھ'' نامی کتاب کے صفحہ:۱۸۲ر پر مولانا نثار احمد صاحب کے تحریر فرمودہ مضمون میں دیکھا جاسکتا ہے کہ وہ شیخ محمد علوی مالکی کا نام بڑے فخر سے لکھتے ہیں۔ چنانچہ رقم طراز ہیں:

''اسنادِ علم حدیث: علم حدیث میں احقر کو مندرجہ ذیل حضرات اکابر سے نعمتِ اجازت حاصل ہے۔..نمبر۹: شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبدالحفیظ مکی مدظلہ....نمبر۱۱: شیخ سید محمد بن علوی مکی مالکی۔'' (دیکھیے عکس نمبر۱)

حالانکہ شیخ محمد علوی مالکی ایک واسطہ سے جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی کے خلیفہ ہیں اور حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عالم الغیب، حاضر ناظر اور مختار کل ہونے کا عقیدہ رکھتے ہیں۔ نیز محمد علوی صاحب جناب احمد رضا خان صاحب بریلوی سے محبت کو ''سنی ہونے کی علامت'' اور اُن سے بغض کو ''بدعتی ہونے کی نشانی'' قرار دیتے ہیں۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے: تحفظ عقائد اہل سنت۔ مرتبہ مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم۔۱۲

ایک عدد ''مکاشفہ'' بھی مولانا نثار صاحب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر چکے ہیں۔[۲]

۳......شیخ محمد بن علوی مالکی کے بدعتی اَفکار کو حلقہ اہل سنت دیوبند میں پھیلانے والے جناب صوفی محمد اقبال صاحب سے بھی مولانا نثار صاحب خلافت یافتہ ہیں۔[۳]

۴......نیز مولانا نثار صاحب اِس قضیے میں طرفین میں سے کسی ایک کے بارے میں بھی

۲۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''ماہِ رمضان میں ایک نعت کے سماع کے وقت عجیب کیفیت پیدا ہوئی۔ آنسو جاری ہوگئے۔ اور حالت بیداری میں حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور کی زیارت سے مشرف ہوا۔ جی بھر کے دیدار کرتا رہا۔ اِسی اثنا میں ''مفاہیم'' کے موجودہ اختلاف کے متعلق سوال کیا۔ عرض کرنے پر فرمایا: ''یہ حضرات اس کو سمجھ نہیں سکے۔ اس پر سختی نہیں ہونا چاہیے۔ بجائے اس کے اپنے کام پر توجہ رہے۔

احقر الانام......نثار احمد الحسینی۔۱۴۱۵ھ''

[مولانا نثار احمد کی دستی تحریر کا عکس شامل اشاعت ہے، دیکھئے عکس نمبر ۳]

جبکہ ''مفاہیم'' کے بارے میں اکابر اہل سنت دیوبند کی متفقہ رائے یہ ہے کہ یہ کتاب علمائے اہل سنت دیوبند کے مسلک ومشرب کی ترجمان ہرگز نہیں ہے۔ چنانچہ امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ لکھتے ہیں: مفاہیم میں درج مسائل مسلک دیوبند ہی کے خلاف نہیں بلکہ روح اسلام کے خلاف ہیں۔ شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ لکھتے ہیں: یہ کتاب ہمارے اکابر دیوبند کے مسلک ومشرب کی ہرگز ترجمان نہیں۔ اور فقیہ العصر ترجمان دیوبند مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی رحمہ اللہ لکھتے ہیں: کتاب ''اصلاحِ مفاہیم'' مسلک علماء دیوبند کی ترجمان نہیں۔......ان میں بعض چیزیں بدعت اور بعض بدعت سے بڑھ کر ہیں۔ جن حضرات کے یہ عقائد ہیں وہ اہل بدعت کے ترجمان ہیں۔ استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی عبدالستار رحمہ اللہ لکھتے ہیں: ''اصلاحِ مفاہیم'' میں قرآن وسنت اور اکابر کے مسلک ومشرب کے خلاف کافی مواد پایا جاتا ہے۔ مرشد العلماء حضرت سید نفیس الحسینی رقم طراز ہیں کہ: اس کتاب میں بعض عقائد بھی ایسے ہیں جو اہل السنۃ والجماعۃ سے متصادم ہیں۔ اور دارالعلوم کراچی کا فتویٰ ہے کہ: ''یہ محتویات مسلک بزرگانِ دیوبند کے یقینی طور پر خلاف ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے ''تحفظ عقائد اہل سنت'' مرتبہ مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم)

اور اِسی 'مفاہیم' کی تائید میں مولانا نثار صاحب نے کشف گھڑا ہے کہ: ''یہ حضرات اس کو سمجھ نہیں سکے۔ اس پر سختی نہیں ہونی چاہیے۔'' یہ 'مفاہیم' کی تائید نہیں تو کیا ہے؟ ۱۲

۳۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

''اجازتِ بیعت وسلوک: بحمدہ تعالیٰ اس عاجز کو مندرجہ ذیل اکابر علیہم الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔ نمبر ۲: حضرت مولانا صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی رحمہ اللہ۔'' [سوانح وافکار: ۱۸۳] (دیکھیے عکس نمبر ۲)۔ ۱۲

سوءِ ظن کو سوءِ خاتمہ کا سبب سمجھتے ہیں۔ یعنی جن اکابر نے شیخ محمد بن علوی مالکی یا جناب صوفی اقبال صاحب کے خلاف لکھا ہے' مولانا نثار صاحب کو اُن کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔[۴] حالانکہ اُن اکابر میں امام اہل سنت مولانا محمد سرفراز خان صفدر، قائد اہل سنت مولانا قاضی مظہر حسین، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی، فقیہ العصر مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی، فقیہ وقت مولانا مفتی عبدالستار، استاذ المحدثین مولانا سلیم اللہ خان رحمہم اللہ اور مولانا مفتی عبدالواحد مدظلہم جیسے اساطین علم وفضل اور شریعت وطریقت کے جامعین شامل ہیں۔

۵......مولانا نثار صاحب مجالس ذکر بالجہر اوران کے لیے وقت اور جگہ کی تعیین کے ساتھ ساتھ تداعی کے نہ صرف قائل ہیں بلکہ تداعی کو مستحب سمجھتے ہیں۔ اوراس سلسلے میں ایک کتاب لکھ کر شائع وتقسیم کر چکے ہیں جس میں اکابر اہل سنت دیوبند سے الگ موقف اپنایا ہے۔ اوراپنی اِس کتاب کی حضرت رحمہ اللہ کو خبر تک نہیں ہونے دی۔[۵]

۶......مولانا نثار صاحب مختلف اکابر سے مانگ مانگ کر خلافتوں کے انبار جمع کرنے اور فخر کے طور پر ان کا اظہار کرنے کے شوقین ہیں۔ [دیکھیے: سوانح علمائے مچھ: ۱۸۳......مردِ باصفا: ۴۳۰]

۷......خلافت راشدہ کے حوالے سے مولانا نثار احمد صاحب جمہور اہل سنت کے خلاف موقف رکھتے ہیں۔ اور قائد اہل سنت وکیل صحابہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ سے مولانا نثار صاحب اِس وجہ سے سخت ناراض تھے کہ حضرتؒ اِس عقیدے میں متصلب تھے اور اِس کی اہمیت کی بنا پر اِس کے پرچار میں اپنی زندگی وقف کیے ہوئے تھے۔ مولانا نثار صاحب نے قاضی

۴۔ چنانچہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''بندہ حالیہ قضیہ میں کتاب ''اصلاحِ مفاہیم'' اور رسالہ ''اکابر کا مسلک ومشرب'' کے کلی مباحث سے نہ متفق ہے اور نہ مؤید...... طرفین میں سے کسی ایک کے متعلق سوئے ظن کو سوئے خاتمہ کا سبب سمجھتا ہوں۔''

[ہاتھ سے لکھی ہوئی تحریر کا عکس شامل اشاعت ہے، دیکھیے عکس نمبر ۵]۔۱۲

۵۔ اپنے ایک مضمون ''مجالس ذکر اور مسئلہ تداعی'' [مطبوعہ ماہنامہ المحمود، جولائی ۲۰۰۱ء] میں لکھتے ہیں:

''مجالس ذکر سنت غیر مؤکدہ یعنی مستحب عمل ہے۔...... تعلیم وتعلم کی احادیث سے اطلاق لغوی اور اشتراک علت (مجالس تعلیم وتعلم اور مجالس ذکر دونوں کا مقصود تعلیم دین اور قربِ الٰہی ہے۔) کی بنا پر جب ذکر اللہ اور مجالس ذکر اللہ مراد لینا صحیح ہے، اور تعلیم وتعلم کی تداعی آثارِ صحابہ سے ثابت ہے تو ذکر اللہ کی تداعی بھی اِسی طرح ثابت بالسنہ سمجھی جائے گی۔ [ص: ۹] تفصیل کے لیے دیکھیے نثار صاحب کی کتاب۔۱۲

صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں یہاں تک لکھ دیا کہ وہ: ”صحابہ کرام پر تنقید و تنقیص کے نشتر چلانے کے مرتکب ہیں۔“ (معاذ اللہ!) [٦]

(جب اِن چیزوں کا علم ہوا) تو حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ نے مولانا نثار صاحب کو منقولہ بالا اُمور سے رجوع اور صوفی محمد اقبال صاحب کی خلافت سے اعلانیہ براءت کا حکم دیتے ہوئے ایک ”اعترافی تحریر“ دستخط کے لیے ارسال فرمائی۔ مولانا نثار صاحب نے اُس تحریر پر صاف صاف تائیدی دستخط کرنے کے بجائے اُس میں ترمیم و تبدیلی کر کے دستخط کیے۔ جب حضرت رحمہ اللہ کو مولانا نثار صاحب کا جواب موصول ہوا تو حضرت رحمہ اللہ نے اُن کو ایک اور موقع دیتے ہوئے دوبارہ وہی تحریر اِرسال فرمائی۔ لیکن مولانا نثار صاحب اُس کے جواب سے خاموش رہے۔ حضرت رحمہ اللہ نے بذریعہ فون اُن سے رابطہ کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: ”میں نے جواب تیار کرلیا ہے۔ وہ کمپوزر کے پاس ہے۔“ لیکن ڈیڑھ ماہ گزرنے کے باوجود مولانا نثار صاحب کا جواب حضرت رحمہ اللہ کو موصول نہیں ہوا۔ بالآخر حضرت رحمہ اللہ سمجھ گئے کہ مولانا نثار صاحب رجوع نہیں کرنا چاہتے بلکہ محض وقت گزاری چاہتے ہیں۔ تب حضرت رحمہ اللہ نے مولانا نثار صاحب کی مانگی ہوئی خلافت بھی سلب فرمالی۔

اِن تمام باتوں کی تصریح حضرت رحمہ اللہ کے مکتوبات میں موجود ہے۔ جو اِس تحریر کے بعد دیکھے جاسکتے ہیں۔

نیز حضرت رحمہ اللہ کا آخری مکتوب اَب سے تقریباً تین ماہ قبل مولانا نثار احمد صاحب کے

٦۔ چنانچہ اپنے ایک استاذ محترم کے نام جوابی مکتوب میں لکھتے ہیں:

”آپ نے احقر کو مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی تصانیف و تحریرات کے متعلق تحریر لکھنے کا فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آپ کا احترام مجھ پر واجب ہے، جس کا پاس میں نے الحمدللہ ہمیشہ کیا ہے۔ اور ان شاء اللہ کرتا رہوں گا۔ مگر یہ میرے بس سے باہر ہے کہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ نے صحابہ کرام اور بالخصوص خلیفہ راشد ششم حضرت امیر معاویہؓ، حضرت عمر [ا] بن العاصؓ اور حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ پر تنقید و تنقیص کے جو نشتر چلائے ہیں، اُس کی تصدیق و تائید یا حمایت میں ایک لفظ بھی لکھوں یا بولوں۔..... بندہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے ان عقائد پر ایمان لانے سے معذرت خواہ ہے۔ والسلام مع الاکرام، نثار احمد الحسینی، ۱۸/ج:۲/۱۴۲۰ھ“

(مولانا نثار صاحب کی دستی تحریر کا عکس شامل اشاعت ہے۔ دیکھیے عکس نمبر ٦)

[ا] حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا نام مولانا نثار صاحب کی دستی تحریرات میں تقریباً ہر جگہ بغیر واو کے (عمر) ہی لکھا ہوا ہے۔ [ناقل]۔۱۲

پاس پہنچ چکا تھا۔لیکن اُس وقت وہ بظاہر خاموش رہے۔اور جیسے ہی حضرت رحمہ اللہ کی رحلت ہوئی، مولانا نثار صاحب نے دوسرے دن ہی یہ کہنا شروع کر دیا کہ حضرت کی طرف سے آمدہ یہ سب خطوط حضرت کی طرف صرف منسوب ہیں۔(حضرت کے نہیں، کسی اور نے لکھے ہیں۔)[7]

سوال یہ ہے کہ حضرت رحمہ اللہ کا پہلا مکتوب مولانا نثار صاحب کو شوال ۱۴۳۷ھ (اگست ۲۰۱۶ء کے اوائل) میں موصول ہو چکا تھا۔تب سے اب تک پانچ ساڑھے پانچ ماہ گزر چکے ہیں۔اگر یہ خطوط جعلی تھے تو مولانا نثار صاحب نے اُس وقت حضرت رحمہ اللہ سے براہِ راست رابطہ کیوں نہیں کر لیا کہ: ''حضرت! یہ آپ کے نام سے کون جعلی خط لکھ لکھ کر بھیج رہا ہے؟'' مولانا نثار صاحب کا حضرت رحمہ اللہ سے قریبی اور گہرا تعلق تھا۔وہ حضرت رحمہ اللہ کے معتمد اور خلیفہ تھے۔وہ آسانی سے حضرت کی خدمت میں حاضری دے سکتے تھے۔اور حضرت کے صاحبزادگان، خدام وغیرہ کسی کے ذریعے بھی معلومات کر سکتے تھے۔لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔

نیز اگر وہ خطوط جعلی تھے تو مولانا نثار صاحب نے اُن کا جواب دینے کا تکلف ہی کیوں فرمایا؟ اُن کو تو چاہیے تھا کہ براہِ راست حضرت رحمہ اللہ سے رابطہ کرتے اور معاملہ صاف ہو جاتا۔لیکن اُنہوں نے ایسا نہیں کیا۔...... کیوں..؟!...... اِس لیے کہ اُن کو یقین تھا کہ یہ حضرت رحمہ اللہ ہی کے مکتوبات ہیں۔اور اُن ہی کی طرف سے ارسال کیے گئے ہیں۔اور وہ حضرت رحمہ اللہ کے تصلب اور مسلکی پختگی سے خوب واقف تھے۔اِس لیے خاموشی سے وقت گزاری کا سوچ کر گھر بیٹھے رہے۔

اَب جب حضرت کا انتقال ہو چکا ہے تو مولانا نثار صاحب خوفِ خدا سے عاری ہو کر یہ کہہ رہے ہیں کہ: یہ جعلی ہیں، یہ جعلی ہیں۔حالانکہ مولانا نثار صاحب کی طرف سے ان خطوط کا جواب بھیجا

۷۔چنانچہ حضرت رحمہ اللہ کی وفات کے دوسرے دِن ہی بندہ کے نام اپنے ایک موبائل پیغام میں لکھتے ہیں:

''حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ سے منسوب خطوط میں ظفر اقبال کراچی نے جو باتیں لکھی ہیں اور اب ان باتوں کی تردید بھی ہو چکی ہے، اس کی وضاحت پر کام قریب الختم ہے۔طبع ہونے پر آپ کو مل جائے گا۔ان شاء اللہ تعالیٰ'' [۱۶/جنوری ۲۰۱۷ء]

اِس پر بندہ نے اُن سے عرض کیا تھا اور اَب بھی عرض گذار ہے کہ: بالفرض آنجناب کے نام یہ تمام خطوط حضرت رحمہ اللہ کے نہ بھی ہوں تب بھی آپ کی مسلکی پوزیشن غیر واضح ہے۔نیز ہمارے کام کی بنیاد حضرت رحمہ اللہ کی تحریرات پر نہیں، آنجناب کی اپنی تحریرات اور آپ کے نظریات پر ہے۔لہٰذا جب تک آپ اپنے نظریات واضح طور پر لکھ کر نہیں دیں گے، تب تک آپ نظریاتی اعتبار سے مشکوک ہی رہیں گے۔۱۲

جانا اور پھر مولانا نثار صاحب کا پانچ ماہ تک حضرت کی خدمت میں نہ جانا ہی اِس بات کی قوی دلیل ہے کہ وہ تمام مکتوبات بالکل اصلی اور حضرت رحمہ اللہ کے ہی ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ مولانا نثار صاحب کے نام سلبِ خلافت والے خط پر حضرت رحمہ اللہ کے اپنے قلم سے ''صفدر'' کو بھیجے جانے کی تحریر موجود ہے۔ جس کا عکس شائع کیا جارہا ہے۔ اِس تحریر کے ہوتے ہوئے مولانا نثار صاحب کے لیے یہ کہنے کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی کہ: ''حضرت کے دستخط کاپی کر کے لگائے گئے ہیں۔'' (عکس نمبر ۸ ملاحظہ ہو۔)

یہ مکتوبِ گرامی حضرت رحمہ اللہ کی زندگی میں کیوں نہ طبع ہوا؟

کسی ساتھی کے ذہن میں یہ سوال اُبھر سکتا ہے کہ جب حضرت رحمہ اللہ کی طرف سے ''صفدر'' میں اِشاعت کے لیے یہ خط بھیجا جاچکا تھا تو پھر حضرت رحمہ اللہ کی زندگی میں ہی کیوں طبع نہیں ہوگیا؟ تو اصل بات یہ ہے کہ حضرت رحمہ اللہ نے آج سے تقریباً دو ماہ قبل مورخہ ۱۷ صفر ۱۴۳۸ھ بمطابق ۱۸ نومبر ۲۰۱۶ء کو مولانا نثار صاحب کے نام لکھا گیا اپنا آخری مکتوب گرامی مجلّہ 'صفدر' میں اشاعت کے لیے ارسال فرمایا تھا۔ اُس مکتوب گرامی کی جو کاپی ادارہ ''صفدر'' کو موصول ہوئی اُس پر حضرت رحمہ اللہ کے اپنے قلم سے تحریر فرمودہ حکم نامہ اور مذکورہ تاریخ موجود ہے کہ:

''مجلّہ صفدر میں اِشاعت کے لیے بھیج دیا جائے۔ سلیم اللہ خان، ۱۷ صفر ۱۴۳۸، ۱۸ نومبر ۲۰۱۶ء''

لیکن جب وہ مکتوب موصول ہوا تو صفدر شمارہ ۰۷ (دسمبر ۲۰۱۶ء) پریس جاچکا تھا اور اس کا ٹائٹل بھی طبع ہوچکا تھا۔ اِس لیے اُس مکتوب کی فوری اِشاعت ممکن نہ ہوسکی۔ (البتہ ادارہ کی درخواست پر بقیہ خطوط بھی موصول ہوگئے۔) اور اُس کے بعد ''صفدر'' کا شمارہ ۱۷ (جنوری ۲۰۱۷ء) بوجوہ بروقت شائع نہ ہوسکا۔ اِس لیے حضرت رحمہ اللہ کا وہ مکتوب گرامی جنوری فروری کے مشترکہ شمارے (شمارہ ۱۷، ۲۷) میں شائع کیا گیا۔

حضرت رحمہ اللہ اور مولانا نثار احمد صاحب کی خط وکتابت:

ذیل میں ہم حضرت رحمہ اللہ اور مولانا نثار صاحب کی مکمل مراسلت نقل کر رہے ہیں۔

مولانا نثار صاحب کے نام حضرت رحمہ اللہ کا پہلا مکتوب گرامی:

مکرم جناب مولانا نثار احمد الحسینی حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر نے اپنی زندگی میں بعض معاصر بزرگوں کے بالمقابل اپنی دانست میں اس احتیاط کی مقدور بھر کوشش کی ہے کہ اجازت وخلافت کے معاملے میں پوری احتیاط ملحوظ رکھی جائے، اسی احتیاط کا نتیجہ ہے کہ اب تک احقر سے اجازت یافتہ افراد کی تعداد آپ سمیت فقط پانچ ہے۔آپ کا عقیدہ حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جو تصلب اور ردِ مماتیت کے سلسلے میں جو سرگرمیاں رہی ہیں اسی کے نتیجے میں احقر نے آپ کے اصرار پر آپ کو چاروں سلاسل میں اجازت دی تھی۔تاکہ آپ مسلک اہل سنت پر تصلب اور فرق باطلہ کے رد میں احقر کے معتمد رہیں۔لیکن اس وقت جو صورتِ حال سامنے آئی ہے وہ یہ ہے:

۱......آپ عالم عرب کے مبتدع شیخ محمد علوی مالکی اور ان کی بدعات کی تائید سے مملو کتاب "مفاهيم يجب أن تصحح" کے نہ صرف مداح اور وکیل ہیں بلکہ آپ نے اس کی تائید میں ایک "مکاشفہ" بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا ہے۔بدعات کی تائید میں کوئی مکاشفہ کب حجت ہوسکتا ہے؟ شریعت کو مکاشفات کے ردوقبول کی کسوٹی بنانا چاہیے۔مکاشفات کو شریعت پر حکم نہیں بنایا جاسکتا۔

۲......آپ کو صوفی محمد اقبال صاحب سے بھی (باصرار) اجازت وخلافت حاصل ہے۔ (اور اس قسم کی خلافتوں اور اجازتوں کا ایک انبار آپ نے جمع کر رکھا ہے۔) جب آپ کو صوفی محمد اقبال سے خلافت حاصل تھی تو آپ نے میرے روبرو خلافت کی درخواست کیوں پیش کی؟ صوفی محمد اقبال کے متعلق میرا مسلک بالکل واضح اور مشتہر ہے۔میں صوفی محمد اقبال کو اُس وقت سے جانتا ہوں جب وہ صرف میٹرک پاس تھے اور قیام دیوبند کے زمانے میں مجھ سے پڑھتے تھے۔شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کے حلقے کو بدعات کی طرف دھکیلنے کے "اصل مجرم" یہی صوفی صاحب ہیں۔

۳......جن علماء نے شیخ محمد علوی مالکی اور صوفی محمد اقبال پر کتاب وسنت کی روشنی میں نقد فرمایا، آپ نے لکھا ہے کہ آپ کو اُن کے سوءِ خاتمہ کا اندیشہ ہے۔یہ معاذ اللہ بہت بڑی جسارت ہے۔ میں خود صوفی محمد اقبال کے خلاف لکھ رہا ہوں۔تو میرے متعلق آپ کا کیا گمان ہے؟

۴......اپنے ایک خط میں آپ کا حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو "خلیفہ راشد" قرار دینا جمہور اہل سنت کے خلاف ایک اختراع ہے۔

ہم اپنے بزرگوں کے خانقاہی نظام اور سلوک وعرفان کی محبت سے بھی خوب واقف ہیں۔ ہمیں ردِ شرک و بدعت کی مساعی میں اپنے بزرگوں کی خدمات پر بھی فخر ہے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے متعلق ہماری معلومات سالہا سال کے بالمشافہہ ملاقاتوں اور براہِ راست مطالعے پر مبنی ہیں۔ ہم شیخ محمد علوی مالکی اور اُن کے مداح صوفی محمد اقبال اور ان کی اتباع و اذناب کی سرگرمیوں کو اپنے بزرگوں کے قائم کردہ شرک و بدعات سے پاک خانقاہی نظم سے بغاوت تصور کرتے ہیں اور اِس سلسلے میں ادنیٰ سے تسامح کو اپنے اکابر کی سو(۱۰۰) سالہ جدوجہد پر خط تنسیخ پھیر دینے کے مماثل سمجھتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہمارا کوئی متعلق یا ارادت مند اُصول وفروعِ اہل سنت سے سرِ مو تجاوز کرے۔ اس لیے ہم آپ کو ایک موقع دیتے ہوئے آپ کی خدمت میں ایک تحریر روانہ کر رہے ہیں۔ اگر آپ اس کو قبول فرما کر اس پر دستخط کر دیتے ہیں تو ٹھیک، بصورتِ دیگر ہمارا اور آپ کا تعلق برقرار نہیں رہ سکتا۔ اس کے بعد نہ آپ ہمارے خلیفہ رہیں گے اور نہ ہی معتمد علیہ۔ اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ آپ کو ہمارا ساتھ منظور ہے یا آپ اپنی دیگر خلافتوں پر نازاں وشاداں ہیں۔

خط کا جواب ایک ہفتے تک آجانا چاہیے۔

جب تک یہ معاملہ ایک طرف نہیں ہو جاتا، اُس وقت تک ملاقات اور گفتگو موقوف ہے۔

جتنی باتیں ہم نے خط میں آپ کی طرف منسوب کی ہیں، اُن میں آپ کی تحریرات کی عکسی نقول اسی خط کے ساتھ منسلک ہیں۔

سلیم اللہ خان......خادم: جامعہ فاروقیہ کراچی......صدر: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۲۵/شوال ۱۴۳۷ھ......۳۱/جولائی ۲۰۱۶ء

حضرت رحمہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی تحریر:

حضرت رحمہ اللہ نے اپنے مکتوب گرامی کے ساتھ یہ تحریر ارسال فرمائی اور مولانا نثار احمد صاحب سے اِس پر تائیدی دستخط کرنے کا مطالبہ فرمایا۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

احقر نثار احمد الحسینی اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ:

ا......عالم عرب کے شیخ محمد علوی مالکی اور ان کی کتاب "مفاھیم یجب ان تصحح" اہل

السنۃ والجماعۃ کے مسلک کے بالمقابل بدعات کی طرف مائل ہے۔

۲...... شیخ محمد علوی مالکی پر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہما اللہ نے کتاب وسنت اور مسلکِ اہل سنت کی روشنی میں جو نقد کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

۳...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ایک جلیل القدر محدث اور موحد صوفی تھے۔ اور ردِ شرک وبدعات میں اپنے پیر ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ کے جانشین تھے۔ حضرت مولانا محمد زکریاؒ کے انتقال کے بعد اُن کے بعض خلفاء صوفی محمد اقبال اور مولانا عبدالحفیظ مکی وغیرہ نے اُن کی طرف بدعات اور رسوم کی تائید میں جو کچھ منسوب کیا، وہ حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی تعلیمات اور تصانیف کے خلاف ہے۔

۴...... میں نے صوفی محمد اقبال سے جو اجازت وخلافت حاصل کی تھی، اُن کے افکار ونظریات کے بعد اب مجھے اس حصول خلافت پر ندامت ہوتی ہے۔ اور میں اپنے طور پر اس خلافت سے اپنا تعلق منقطع کرتا ہوں۔ میرے لیے میرے مرشد اول حضرت مولانا زاہد الحسینی رحمہ اللہ اور مرشد حضرت مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم کی خلافت نہ صرف کافی ہے بلکہ مجھے اس پر فخر بھی ہے۔

۵...... میں آئندہ صوفی محمد اقبال اور مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کے حلقے میں نہ کسی سے اہتمام کے ساتھ ملوں گا اور نہ ان کے ساتھ کسی مشترکہ اجلاس ومحافل میں شرکت کروں گا۔ اگر میں نے اس کے خلاف کیا تو حضرتِ والا مولانا سلیم اللہ خان مدظلہم کی خلافت مجھ سے سلب ہو جائے گی۔

۶...... ''ذکر'' اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، لیکن اب مروجہ مجالس ذکر میں عادتاً ذکر بالجہر (جیسا کہ آج کل مشاہدے میں آتا ہے کہ ایک آدمی کہلواتا ہے، مجمع کہتا چلا جاتا ہے۔) کا التزام کیا جاتا ہے، اور اس کی تداعی کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ یہ طریقہ مزاج شریعت اور روحِ تصوف دونوں کے منافی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے شرک وبدعت سے ہمیشہ محفوظ رکھے، سنت کی اشاعت وترویج کا ذریعہ بنائے۔ اور تادم مرگ بزرگان اہل سنت دیوبند کے طریق پر ثابت قدم رکھے۔ آمین''

مولانا نثار احمد صاحب کا جوابی خط:

بخدمت اقدس استاذ المحدثین حضرت مولانا سلیم اللہ خان صاحب زیدمجدکم العالیہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

احقر کے نام آپ کا خط ملا، مجھے انتہائی خوشی ہوئی، آپ نے احقر کی اصلاح کی فکر فرمائی۔ جزاکم اللہ تعالیٰ [۸]

آپ کے خط اور ''اعتراف نامہ'' کے مندرجات کے متعلق احقر پہلے سے بھی وہی عرض کرتا رہا ہے جو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔ آپ کی دینی غیرت اور مسلکی حمیت کے پیش نظر آپ سے یہی اُمید کی جاسکتی ہے کہ آپ اپنے حلقہ کے کسی بھی فرد کی کسی بھی کجی کو برداشت نہ فرماسکیں گے۔

احقر کی جو تحریرات آپ نے ارسال فرمائی ہیں، ان میں...... ''مکاشفہ''...... ''سوءِ ظن''...... ''سوءِ خاتمہ''......اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق جو تعبیرات آپ نے ارشاد فرمائی ہیں وہی درست ہیں۔ میری تحریر میں اگر کوئی ابہام ہے [۹] تو وہی تعبیرات درست ہیں اور احقر بھی انہی تعبیرات کو درست سمجھتا ہے جو آپ کے خط میں ہیں۔

''اعتراف نامہ'' کے دو مقامات پر احقر نے اپنی معلومات کے مطابق چند الفاظ کا اضافہ کیا ہے۔

احقر ''مفاہیم'' اور ''مسلک و مشرب'' کا نہ پہلے کبھی حمایتی رہا ہے، [۱۰] نہ اب ہے۔ اس کا اظہار کئی بار کر چکا ہوں۔ اُصولی طور پر بدعاتِ مروجہ پر بھی احقر اسی مسلک کے اتباع کو سعادت سمجھتا ہے جس کی تشریح و تعبیر آپ نے فرمائی ہے۔ اس سے انحراف یا اس میں کلی جزئی تبدیلی یا صحیح مقصد کے لیے بھی بدعات کے عنوانات کا استعمال احقر کے نزدیک ناجائز ہے۔ بعض شخصیات کے متعلق معلومات کے تشابہ کی وجہ سے احقر کوئی ذاتی رائے قائم نہیں کرسکتا اُصولی طور پر۔

۸۔ مولانا نثار صاحب نے اِس بات پر تو خوشی کا اظہار کیا کہ حضرت رحمہ اللہ نے اُن کی اصلاح کی فکر فرمائی۔ لیکن کیا مولانا نثار صاحب نے حضرت رحمہ اللہ کی اُس اصلاح کو قبول بھی فرمالیا؟ نہایت افسوس ناک بات ہے کہ اِس سوال کا جواب نفی میں ہے۔۱۲

۹۔ عذرِ گناہ بدتر از گناہ، کیسا ابہام؟ اگر مولانا نثار صاحب کو اصلاحِ احوال ہی مقصود تھی تو صاف صاف کہنا چاہیے تھا کہ پہلے میرا موقف یہ تھا، جو غلط ہے۔ اب میں آپ کے حکم پر یہ موقف اپناتا ہوں۔ اور یہی صحیح ہے۔ لیکن مولانا نثار صاحب اپنی تحریر سے یہ تاثر دے رہے ہیں کہ موقف تو اُن کا پہلے بھی یہی تھا، بس تعبیر غیر واضح تھی، جس کی وجہ سے مغالطہ ہوگیا۔ حالانکہ یہ بات بالکل خلافِ واقعہ ہے۔ اور اِس کا خلافِ واقعہ ہونا سابقہ سطور اور مولانا نثار احمد کی اپنی تحریرات سے بالکل واضح ہے۔۱۲

۱۰۔ مولانا نثار صاحب کا دعویٰ ہے کہ وہ کبھی ''مفاہیم'' کے حمایتی نہیں رہے۔ حالانکہ اِس کی تائید میں ایک عدد مکاشفہ وہ گھڑ چکے ہیں۔ یہ تائید نہیں تو اور کیا ہے؟ (دیکھیے عکس نمبر ۳)۔۱۲

احقر کے نزدیک دیوبندیت' اہل السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی کا نام ہے۔ دیوبندیت وہی ہے جو حضرت مولانا خلیل احمد مہاجر مدنی رحمہ اللہ نے "المهند على المفند"، "براهين قاطعه"، اور "المطرقة الكرامه" میں بیان فرمائی ہے۔ اس سے سرمو انحراف کو احقر گمراہی ضلالت سمجھتا ہے۔ [11]

آپ کی توجہات اور دعواتِ صالحہ کا متمنی ہوں۔

والسلام مع الاکرام......نثار احمد الحسینی......۳/ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ......۶/اگست ۲۰۱۶ء

مولانا نثار احمد صاحب کی مرتب اور دستخط کردہ تحریر:

بسم الله الرحمن الرحيم۔ نحمده و نصلي علىٰ رسوله الكريم. أما بعد!

احقر نثار احمد الحسینی اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ:

۱......عالم عرب کے شیخ محمد علوی مالکی اور ان کی کتاب "مفاهيم يجب أن تصحح" اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک کے بالمقابل بدعات کی طرف مائل ہے۔

۲......شیخ محمد علوی مالکی پر حضرت مولانا قاضی مظہر حسین اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمہما اللہ نے کتاب وسنت اور مسلکِ اہل سنت کی روشنی میں جو نقد کیا ہے وہ بالکل صحیح ہے۔

۳......شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ ایک جلیل القدر محدث اور موحد صوفی تھے۔ وہ [12] شرک وبدعات میں اپنے پیر ومرشد حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس سرہ کے جانشین تھے۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کے انتقال کے بعد اُن کے خلفاء یا کوئی بھی اُن کی طرف کسی بھی بدعت یا رسم کو منسوب کرے جو ان کے شیخ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کے موقف "المہند علی المفند" اور "براہین قاطعہ" کے خلاف ہو تو یہ موقف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ کی تعلیمات اور تصانیف کے خلاف ہے۔

۴......میرا تعلق بیعت حضرتِ اقدس مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ سے ہے۔ اور

۱۱۔ مولانا نثار صاحب اِن اکابر کا نام تو لیتے ہیں۔ لیکن ذکر بالجہر کی مجالس اور ان کے لیے تداعی کے سلسلے میں اِن اکابر سے بالکل مختلف موقف نہ صرف خود رکھتے ہیں، بلکہ اپنی شب و روز محنت اِس پر صرف فرمارہے ہیں۔ اَب اِسے اگر "سرمو" ہی انحراف قرار دیا جائے تو مولانا اپنے ہی فتوے کی رو سے "ضال وگمراہ" قرار پاتے ہیں۔ مولانا کی طرف اس لیے منسوب کیا ہے کہ ؏ "ہم کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔" ۱۲

۱۲۔ یہاں "ردِ شرک وبدعات" ہونا چاہیے۔ غالباً کمپوزنگ کی غلطی سے 'رد' کی جگہ 'وہ' لکھا گیا۔ ۱۲

الحمد للہ اُن ہی سے اجازت بھی ہے۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت صوفی محمد اقبال صاحب رحمہ اللہ نے بھی مجھے اجازت سے نوازا۔ اس اجازت کو میں نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ کی نسبت سے برکت کے حصول کے لیے اپنے لیے سعادت سمجھا۔ میرے مشاہدہ اور علم کی حد تک حضرت صوفی محمد اقبال رحمہ اللہ اپنے شیخ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے عقیدہ ومسلک پر قائم رہے۔ اگر واضح شرعی ثبوت سے یہ ثابت ہو جائے کہ وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمہ اللہ کے مسلک سے منحرف ہو گئے تھے، کسی بدعتی سے اُنہوں نے بیعت کر لی تھی یا بدعات کے حامی ومؤید تھے تو خلافت واجازت بڑی بات ہے، میں ایسے شخص سے کسی عقیدت کا بھی روادار نہیں۔ اور نہ میں ان کے کسی اجتماع میں شرکت کروں گا۔[۱۳]

۵......مذکورہ بالا امر کی پابندی اگر میں نہ کروں، بدعات کا مؤید بنوں یا کسی بدعتی کی بدعت کی تائید کروں تو جن اکابر نے مجھے اجازت سے نوازا بالخصوص حضرت امام المحدثین مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم کسی کی بھی اجازت کا مستحق نہیں ہوں، یہ اجازات مجھ سے سلب سمجھی جائیں۔[۱۴]

۶......''ذکر'' اللہ تعالیٰ کی یاد کا سب سے مؤثر ذریعہ ہے، لیکن اب مروجہ مجالس ذکر میں عادتاً ذکر بالجہر (جیسا کہ آج کل مشاہدے میں آتا ہے کہ ایک آدمی کہلواتا ہے، مجمع کہتا چلا جاتا ہے۔) کا التزام شرعی اصطلاحی کیا جائے اور اس کی تداعی کا بھی التزام شرعی اصطلاحی کیا جائے تو یہ طریقہ مزاج شریعت اور روحِ تصوف دونوں کے منافی ہے۔

احقر اپنے مرشد حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی رحمہ اللہ کے حکم سے شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ کے طریقہ کے مطابق مجلس ذکر کرواتا ہے۔ اس میں مذکورہ اُمور کا التزام نہیں ہوتا۔ ہم اسی ترتیب پر مجلس ذکر کرتے ہیں جو شیخ التفسیر امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوری

۱۳ا۔ موصوف نے یہاں سے مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کا نام گول کر دیا ہے۔ حالانکہ حضرت رحمہ اللہ نے صوفی اقبال صاحب کے نام کے ساتھ اُن کا نام بھی لکھا تھا۔ مولانا نثار صاحب نے صوفی صاحب کے حوالے سے تو کچھ لے دے کر لی۔ لیکن مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کا تذکرہ ہی گول کر گئے۔ کیوں۔۔؟؟۔۱۲

۱۴ا۔ مولانا نثار صاحب! بے فکر رہیں۔ حضرت رحمہ اللہ نے اپنی خلافت سلب فرمالی ہے۔ باقی بزرگ حیات ہوتے تو وہ بھی آپ کے ''کارناموں'' کو دیکھ کر اپنی اپنی خلافت سلب فرمالیتے۔ اِس لیے ہم سلب ہی سمجھ لیتے ہیں۔۱۲

رحمہ اللہ کی تعمیل کردہ ہے۔اس ترتیب میں کسی اختراع یا التزام کو جائز نہیں سمجھتا۔۱۵

۱۵۔یہ الگ بات ہے کہ جس مجلس ذکر کو حضرت لاہوریؒ اپنی زندگی میں ختم فرما چکے تھے، اسے کئی درجے بڑھا چڑھا کر مولانا نثار صاحب جاری رکھے ہوئے ہیں۔ جو مجلس ذکر اُن کے ہاں صرف تعلیم کے لیے تھی، اور نئے مریدین کے لیے، مولانا نثار صاحب اُسے باقاعدہ معمول کے طور پر جاری رکھے ہوئے ہیں۔اور جس تداعی کو اکابر ناجائز سمجھتے تھے، اُسے مولانا نثار صاحب ''مستحب'' قرار دیتے ہیں۔اس کے باوجود اختراع والتزام کی نفی کا اس کے سوا کیا معنی باقی رہ جاتا ہے کہ مولانا نثار صاحب اپنے مرشد مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کو اِس معاملے میں بھی مغالطہ دینا چاہتے تھے؟

حضرت لاہوری رحمہ اللہ کی مجلس ذکر کے متعلق قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

(۱)......(حضرت) مولانا (عبداللطیف) جہلمی مرحوم (خلیفہ مجاز: جامع شریعت وطریقت حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمہ اللہ) اپنے متوسلین کو ذکر وظیفہ کی تلقین وتاکید تو فرماتے تھے، لیکن ملک میں مروجہ مجالس ذکر کے طریق پر آپ نے کبھی مجلس ذکر نہیں کرائی۔ میں نے اُن سے حضرت شیخ لاہوریؒ کی مجلس ذکر کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے کہا: میں صرف ایک مرتبہ شیرانوالہ آپ کی مجلس ذکر میں حاضر ہوا ہوں۔ حضرت نے کبھی بھی مجھے یہ نہیں فرمایا کہ مجلس ذکر میں کیوں نہیں حاضر ہوتے؟ اور نہ مجاز بنانے کے بعد کبھی حضرت نے مجلس ذکر منعقد کرنے کا حکم دیا ہے اور جہلم میں حضرت کئی دفعہ تشریف لائے ہیں۔لیکن وہاں کبھی بھی حضرت نے مجلس ذکر نہیں کرائی۔

(۲)......مناظر اہل سنت مولانا محمد امین صفدر صاحبؒ اوکاڑوی بھی حضرت لاہوری رحمہ اللہ سے بیعت تھے، میں نے اُن سے بھی مجلس ذکر کے بارے میں دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا کہ: میں نے خود حضرت کی خدمت میں عرض کیا تھا کہ حضرت ہم بریلویوں کے جماعتی ذکرِ جہر کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن حضرت خود بھی مجلس ذکر کرتے ہیں اور ذکر جہر کراتے ہیں۔تو حضرتؒ نے فرمایا کہ: ''ہم تعلیم کے لیے ذکر جہر کراتے ہیں۔''

مجلس ذکر کی نوعیت:

ذکر اللہ تو مطلوب ومقصود ہے اور یہ روح کی غذا ہے، چنانچہ قرآن مجید میں فرمایا: یایھا الذین آمنوا اذکر واللہ ذکراً کثیراً و سبحوہ بکرۃ و اصیلاo [الاحزاب:۴۲]

اے ایمان والو! تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کرو۔صبح وشام (یعنی علی الدوام) اس کی تسبیح وتقدیس کرتے رہو۔[ترجمہ حضرت تھانویؒ]

البتہ اختلاف تو مجلس ذکر کی نوعیت میں ہے کہ ذکر جہر ہو یا خفی۔انفرادی ہو یا اجتماعی۔

جریدہ ''الارشاد'' اٹک:

جریدہ ''الارشاد'' (اٹک) حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں شائع ہوتا ہے۔حضرت قاضی صاحبؒ حضرت لاہوریؒ کے خلیفہ ارشد تھے۔اب حافظ نثار احمد الحسینی ساکن حضرو ''الارشاد'' کے مدیر ہیں اور مروجہ مجالس ذکر کی نشر واشاعت گویا اُن کا اوڑھنا بچھونا ہے۔ (بقیہ حاشیہ آئندہ)

(گذشتہ سے پیوستہ) اُنہوں نے ''الارشاد'' [نومبر و دسمبر ۱۹۹۷ء] میں ایک مفصل مضمون بعنوان: ''مجالس ذکر ایک علمی اور تحقیقی جائزہ'' شائع کیا ہے اور انہوں نے یہ مضمون خدام الدین وغیرہ دوسرے رسائل میں بھی شائع کرایا ہے۔اس مضمون میں انہوں نے اپنی کم علمی اور کم فہمی کی وجہ سے غلط استدلالات پیش کیے ہیں۔اور بعض حوالہ جات پیش کرنے میں خیانت بھی کی ہے۔کاش کہ وہ یہ مضمون نہ لکھتے اور جو دماغ اور وقت اُنہوں نے اِس میں صرف کیا ہے اور بطور ایک مشن وہ محنت کر رہے ہیں اِتنا وقت وہ اپنی اصلاح میں لگاتے تو کچھ کام بن جاتا۔

حضرت لاہوری رحمہ اللہ اور مجلس ذکر:

اُنہوں نے حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر کو بھی بطور حجت پیش کیا ہے اور بعض دوسرے حضرات بھی پیش کر تے رہتے ہیں۔اس کے جواب میں عرض ہے کہ:

(۱) فعل مشائخ حجت نہ باشد۔(۲) بزرگوں کے بعض تفردات ہوتے ہیں جو قابل اتباع نہیں ہوتے۔

چنانچہ حضرت لاہوریؒ اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارت کے لیے سفر کرنے کو بھی ناجائز قرار دیتے ہیں۔چنانچہ فرمایا:

''زندہ ولی کی زیارت کے لیے سفر کر کے جانا جائز ہے۔لیکن اولیائے کرام کے مزارات پر سفر کر کے جانا منع ہے، میری تحقیق یہی ہے۔اور اگر کسی اور کام کے لیے کسی جگہ جائیں تو پھر اولیاء کرام کے مزارات پر فاتحہ خوانی کے لیے حاضری دینا جائز ہے۔'' [مجلس ذکر حصہ سوم:۲۶]

حالانکہ اکابر مشائخ اہل سنت دیوبند اس کو جائز قرار دیتے ہیں۔چنانچہ حضرت مدنی قدس سرہ فرماتے ہیں:

''نیز اولیاء اللہ اور مشائخ کے مزاروں کی زیارت سے مشرف ہوا کرے۔اور فراغت کے اوقات میں ان کے مزاروں پر بیٹھ کر ان کی روحانیت کی طرف توجہ کرے۔'' [سلاسل طیبہ، مؤلفہ: حضرت مدنیؒ]

اور حضرت لاہوریؒ کے متوسلین اور خلفاء نے بھی غالباً حضرت لاہوریؒ کی مندرجہ تحقیق پر عمل نہیں کیا اور وہ مزارات اولیاء کے لیے سفر کرتے رہتے ہیں۔

ذکر جہر کا مقصد:

(۱)......حضرت لاہوری فرماتے ہیں: ''عرض یہ ہے کہ ذکر جہر کا مقصد یہ ہے کہ تمام خیالات ایک جگہ بند ہو جائیں۔نہ ذکر زیادہ بلند آواز سے کرنا چاہیے نہ بہت آہستہ آہستہ۔بعض نو وارد آجاتے ہیں، جن کو اِس بات کا علم نہیں ہوتا، اِس لیے وہ بہت زیادہ بلند آواز سے ذکر کرنے لگتے ہیں۔

تربیت یافتہ احباب کا فرض ہے کہ اُن کو روک دیا کریں۔آہستہ سے اُن کو کان میں کہہ دیں کہ اتنا زور نہ لگائیں۔ایک دفعہ صحابہ کرامؓ بلند آواز سے ذکر کر رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی بہرے کو تو نہیں سنا رہے۔'' [مجلس ذکر حصہ پنجم: ۱۰۸۔۲۲ جمادی الاولی ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء ایضاً ملاحظہ ہو ہفت روزہ خدام الدین لاہور ۳۱ جولائی ۱۹۹۸ء]

(باقی اگلے صفحہ پر)

(گذشتہ سے پیوستہ)

(۲)......حضرت مولانا عبید اللہ صاحب انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''حضرت فرمایا کرتے تھے کہ یہ مجلس ذکر فرض، واجب یا سنت نہیں ہے اور نہ ہم کسی شخص پر اسے لازم قرار دیتے ہیں، کوئی شخص اس میں شریک ہوجائے تو چشم ما روشن دل ما شاد۔ اگر نہ شریک ہو تو ہم اسے مجبور نہیں کرتے۔ لیکن جو انسان بھی اس مجلس ذکر میں اللہ کی رضا کے حصول کے لیے شامل ہوتا ہے خالی نہیں لوٹتا۔ بلکہ اللہ کی طرف سے جھولیاں بھر کر واپس ہوتا ہے۔ اکٹھے ہو کر ذکر کرنے میں یہ فائدہ ہے کہ نیکوں کے ساتھ بدوں کی بھی قبولیت ہوجاتی ہے۔ حضرت نے ایک مرتبہ مجلس ذکر موقوف کردی تھی اور اپنی بیماری اور بڑھاپے کا عذر پیش کیا تھا۔ حالانکہ حضرت کا مزاج یہ تھا کہ انہوں نے کسی بھی حالت میں درس قرآن کا ناغہ نہیں کیا۔ مجلس ذکر کو موقوف کرنے کا ارادہ محض اس لیے ظاہر فرمایا تھا کہ لوگ اس کو فرض یا واجب نہ سمجھنے لگ جائیں۔'' [خدام الدین لاہور ۱۰ جولائی ۱۹۹۸ء بحوالہ مجلس ذکر ۱۰ فروری ۱۹۶۶ء]

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت لاہوریؒ کی مجلس ذکر اور مروجہ مجالس ذکر میں (بھی) بڑا فرق ہے۔ اب تو مجالس ذکر خوب بلند آواز سے بلکہ لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعہ کی جاتی ہیں۔ چنانچہ میں نے مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی خطیب جامع مسجد صدیق اکبر چوہڑ راولپنڈی کی لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ مجلس ذکر کی کیسٹ سنی ہے۔ مجلس ذکر کے اشتہارات شائع ہوتے ہیں اور لوگوں کو بلا بلا کر مجلس ذکر میں شامل کیا جاتا ہے۔ حالانکہ کسی مستحب عبادت کے لیے (تداعی) لوگوں کو بلانا جائز نہیں۔ (ملاحظہ ہو۔ براہین قاطعہ از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب محدث سہارنپوریؒ)

ایک دفعہ لاہور میں جمعیت علماء اسلام کے اجلاس میں حاضری کے بعد منچن آباد ضلع بہاولنگر کے جلسہ میں شرکت کے لیے بذریعہ ریل مولانا عبید اللہ انور صاحب کے ساتھ گیا۔ راستے میں مولانا مرحوم سے میں نے کہا کہ: یہ آپ نے کیا بنایا ہوا ہے کہ فلاں ماسٹر کو فلاں حافظ کو فلاں صوفی کو مجلس ذکر کی اجازت دیتے ہیں، تو انہوں نے فرمایا کہ خود حضرت لاہوریؒ نے مرکز میں بھی مجلس ذکر ختم کردی تھی، پھر ہم نے عرض کر کے مجلس ذکر جاری کرائی۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضرت کو اس کے مفاسد پر نظر ہوئی ہوگی اور جو مروجہ مجالس ذکر کا حال ہے اگر یہ حضرت کی زندگی میں ہوتا تو آپ مجلس ذکر سے دوسروں کو بھی روک دیتے۔ کیونکہ مفاسد کی وجہ سے امر مستحب بھی بدعت قرار دیا جاتا ہے اور اب تو مجلس ذکر گویا کہ پیری مریدی کے لیے لازم سمجھی جاتی ہے۔ چنانچہ رسائل میں شائع ہوتا ہے کہ فلاں حضرت صاحب نے فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائی اور فلاں فلاں جگہ مجلس ذکر کرائیں گے۔

اکابر اہل السنّت والجماعت:

اکابر اہل سنت دیوبند قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی اور شیخ العرب والعجم حضرت مولانا سید حسین مدنی قدس اللہ اسرارہم نے کبھی اجتماعی طور پر ذکر جہر کی مجالس منعقد نہیں کیں اور نہ ہی ان کے خلفاء نے ایسی (مجالس منعقد) کرائی ہیں۔ [ذکر واعتکاف: ۳۲]۔ ۱۲

میں بیان فرمایا ہے۔اس سے سرمو انحراف گمراہی ضلالت سمجھتا ہوں۔[16]

اللہ تعالیٰ مجھے شرک وبدعت سے ہمیشہ محفوظ رکھے، سنت کی اشاعت وترویج کا ذریعہ بنائے۔ اور تادم مرگ بزرگان اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے طریق پر ثابت قدم رکھے۔آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

نثار احمد الحسینی عفا اللہ عنہ......۳؍ذیقعدہ ۱۴۳۷ھ......۶؍اگست ۲۰۱۶ء

حضرت رحمہ اللہ کی طرف سے جواب الجواب:

مکرم جناب مولانا نثار احمد الحسینی حفظہ اللہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر نے آپ کے مسلکی ومشربی ذوق ومزاج کے متعلق اپنے عدم اطمینان اور ہماری طرف سے آپ کو دی گئی اجازت وخلافت کے باقی رہنے یا سلب کرلیے جانے کے فیصلے کے لیے بغرض تحقیق ایک تحریر اپنے خط کے ساتھ روانہ کی تھی، آپ نے ہماری تیار کردہ تحریر میں جو''اصلاح''اور''ترمیم'' کی ہے، وہ ہمارے لیے ہرگز قابل قبول نہیں۔

۱......آپ نے صوفی محمد اقبال کی شیخ محمد علوی مالکی سے بیعت اور اُن کی طرف سے صوفی محمد اقبال کو خلافت عطا کیے جانے پر اپنے لاعلمی کا اظہار کیا ہے۔احقر کے لیے آپ کا یہ''تجاہل عارفانہ'' موجب حیرت ہے۔تاہم صوفی محمد اقبال کا ایک خط آپ کو بھیجا جارہا ہے، جس میں انہوں نے خود اعتراف کیا ہے کہ وہ نہ صرف شیخ محمد علوی مالکی سے بیعت ہوئے ہیں بلکہ پھر''سمجھ''اور''لطف'' کی دولت انہیں پہلے سے زیادہ عطا ہوگئی۔احقر اِس بات کو ایک مسترشد کی طرف اپنے مرحوم شیخ جو''قطب وقت'' بھی تھا، پر تعریض خیال کرتا ہے۔مولانا عبدالحفیظ مکی جو آپ کے بقول''شیخ المشائخ'' اور ''استاذ العلماء'' ہیں، نے شہید مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ کے نام اپنے مکتوب میں شہادت دی ہے کہ''صوفی محمد اقبال''محمد علوی مالکی کے خلیفہ تھے۔

[آپ کے مسائل اوراُن کا حل، قدیم:۱۰/۱۳۶]

گویا صوفی محمد اقبال کی شیخ محمد علوی مالکی سے بیعت بقول خود ثابت ہے۔اور اجازت وخلافت کا ملنا مولانا عبدالحفیظ مکی کے بیان سے معلوم ہوا۔خود مولانا عبدالحفیظ مکی کا معاملہ تو بالکل واضح ہے۔بلکہ ایک مرتبہ تو انھوں نے احقر کے روبرو بریلویت کی تائید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

۱۶۔البتہ ذکر بالجہر کی مجالس کے بارے میں اِن اکابر کی تحقیقات مولانا نثار صاحب کو منظور نہیں ہیں۔۱۲

لیے ''یا محمداہ'' کا جواز ثابت کرنے کی کوشش فرمائی تھی۔

مولانا عبدالحفیظ مکی وہی صاحب ہیں جنہوں نے شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف عرس اور مروجہ طریق پر مولود کی نسبت کی ہے۔ جو حضرت شیخ الحدیث کی اپنی تصریحات کے خلاف ہے۔

دوسرے: اِن لوگوں نے اجازت وخلافت کو اتنا ارزاں کر دیا کہ ایسا لگتا ہے کہ اس کے لیے کسی علمی استعداد اور عملی اہلیت کی ضرورت ہی نہیں۔ اگر ایک طرف ''مولوی الیاس گھمن'' ان کا خلیفہ ہے تو دوسری طرف ''طفیل ہاشمی'' جیسا متجدد بھی خرقہ خلافت پہنے ہوئے ہے۔ بزرگوں کی نسبتِ ارشاد کی ایسی پامالی بھی علامات قیامت ہی میں سے معلوم ہوتی ہے۔

۲...... ذکر بالجہر کا ''التزام'' اور اس کے لیے ''تداعی'' کے ضمن میں جو آپ نے دو لفظی اضافہ فرمایا ہے: ''شرعی واصطلاحی''۔ احقر اس اضافے کو بالکل درست نہیں سمجھتا۔ بلکہ اسے بدعات کو وجہِ جواز فراہم کرنے کا زینہ اول جانتا ہے۔

۳...... احقر کے لیے یہ بات بہت گراں بلکہ ناگوار ہے کہ آپ نے خلافتوں کا انبار جمع کر رکھا ہے، اس پر مستزاد یہ ہے کہ آپ اس کی تشہیر بھی کرتے ہیں کہ مجھے فلاں فلاں بزرگوں کی اجازت حدیث حاصل ہے، فلاں فلاں سے اجازت تفسیر حاصل ہے اور فلاں فلاں بزرگوں سے خلافت حاصل ہے۔ [سوانح وافکار علمائے چند مچھ، صفحات: ۱۸۱، ۱۸۳]

تصوف واحسان تو عملاً وذوقاً حبِ جاہ، شہرت، ناموری، نمود ونمائش کے بالمقابل اخفاء عاجزی، انکساری اور یادِ آخرت سے عبارت ہے۔

بہر حال لکھنے کی باتیں تو اور بہت سی ہیں۔ لیکن اِسے پھر کسی اور وقت کے لیے اُٹھا رکھتے ہیں۔ احقر اپنی سابقہ تحریر دوبارہ بھیج رہا ہے۔ اگر آپ اِس پر بلا تاویل وترمیم دستخط فرما دیتے ہیں تو ٹھیک، ورنہ ہمارے اور آپ کے راستے جدا ہیں۔ یہ آپ کے پاس آخری موقع ہے۔ اس کے بعد مزید کوئی تحریر نہیں بھیجی جائے گی۔

والسلام...... سلیم اللہ خان...... خادم: جامعہ فاروقیہ کراچی...... صدر: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۲۰/ ذوالقعدہ ۱۴۳۷ھ...... ۲۴/ اگست ۲۰۱۶ء

مولانا نثار صاحب کے نام حضرت رحمہ اللہ کا آخری مکتوب گرامی اور سلبِ خلافت:

حضرت شیخ رحمہ اللہ کے دوسرے مکتوب کا کوئی جواب مولانا نثار احمد صاحب نے نہیں دیا۔ جب حضرت رحمہ اللہ نے بذریعہ فون معلوم کرایا تو کہنے لگے: میں نے جواب لکھ کر کمپوزر کے سپرد کر دیا ہے۔ لیکن ڈیڑھ ماہ تک جواب نہ آیا۔ [۱۷] بالآخر حضرت نے درجِ ذیل مکتوب ارسال فرمایا۔ (حضرت رحمہ اللہ نے یہ خط اپنی دستی تحریر کے ساتھ اشاعت کے لیے ہمیں ارسال فرمایا۔)

جناب مولانا نثار احمد الحسینی حفظہ اللہ　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر نے ۲۵/شوال ۱۴۳۷ھ۔ ۳۱/جولائی ۲۰۱۶ء کو ایک خط مع تحریر کے آپ کو بھیجا تھا، جس میں آپ سے کہا تھا کہ احقر نے آپ کی درخواست پر آپ کو چاروں سلاسل میں جو اجازت وخلافت دی تھی، وہ مرحوم صوفی محمد اقبال کی خلافت کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی، اس لیے کہ احقر شیخ محمد علوی مالکی سے بیعت کے بعد صوفی محمد اقبال کو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی قدس سرہ کے مسلک کا

۱۷۔ یہ کمپوزر بھی نجانے کیسا ہے۔ اس قسم کے خطوط کا جواب ہضم کر جاتا ہے۔ بندہ نے بھی کوئی آٹھ ماہ قبل درجِ ذیل عریضہ مولانا نثار صاحب کی خدمت میں ارسال کیا تھا۔

باسمہ سبحانہ

از: خادم اہل سنت حمزہ احسانی غفرلہ

مکرم جناب مولانا نثار احمد الحسینی صاحب مدظلہ　　السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

طالب خیر بخیر ہے۔　　بعدہ!

(۱)......تقریباً ۶/سال قبل مورخہ ۳۰/ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ کو بندہ نے آنجناب کے ایک مضمون کے سلسلہ میں چند معروضات پر مشتمل ایک خط رجسٹری ڈاک سے روانہ کیا تھا۔ اس کا کوئی جواب یا موصول ہونے کی اطلاع تاحال موصول نہیں ہوسکی۔ حالانکہ وہ خط بعد ازاں دو مقامات پر طبع بھی ہو چکا ہے۔

اب چند دن قبل آنجناب کا مکتوب بنام حضرت مولانا مفتی عبد القدوس ترمذی مدظلہم دیکھا تو یاد آیا کہ اُس خط کی بابت معلوم کیا جائے۔ اُس کے بارے میں اپنے تبصرے سے ضرور مطلع فرمائیں۔

(۲)......حضرت مولانا عبد الرحیم چاریاری مدظلہم کی کتاب ”اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک ومشرب“ اور آنجناب کے مکتوب کے حوالے سے چند سوالات آنجناب سے کرنے کو جی چاہ رہا ہے۔ اگر اِن کے مختصر اور دو ٹوک جوابات موصول ہو جائیں تو امید ہے اِس مسئلے کا کوئی حل نکل آئے گا۔ ان شاء اللہ۔ امید ہے آنجناب پہلی فرصت میں اِن سوالوں کے غیر مبہم اور واضح جوابات تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیں گے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر)

امین اور مشرب کا ترجمان نہیں سمجھتا۔

صوفی صاحب سے خلافت کے بعد احقر کو اُصولاً آپ کو خلافت دینی ہی نہیں چاہیے تھی، لیکن خلافت دیتے وقت احقر اس سے لاعلم تھا، لہٰذا علم ہو جانے کے بعد آپ کو تنبیہ کی تھی کہ آپ صوفی محمد اقبال کی خلافت سے اپنا تعلق علی الاعلان منقطع کریں۔ اس کے علاوہ آپ سے متعلق دیگر امور ذکر بالجہر پر تداعی اور خلافتوں کے انبار جمع کرنے وغیرہ سے متعلق احقر کو شرح صدر نہیں ہے۔

ہماری خلافت کو باقی رکھنے کی فقط ایک صورت ہے کہ آپ ہماری ارسال کردہ تحریر پر دستخط

(گذشتہ سے پیوستہ) ۱...... جناب احمد رضا خان صاحب اور ان کے پیروکار فرقہ بریلویہ کو آنجناب اہل سنت سے خارج سمجھتے ہیں یا نہیں؟

۲...... جناب محمد بن علوی مالکی کو ان کے نظریات کی بنا پر مبتدع اور خارج اہل سنت قرار دیتے ہیں یا نہیں؟

۳...... مروجہ عرس، میلاد اور تعیین وقت کے ساتھ ایصالِ ثواب کی آنجناب کے نزدیک کیا حیثیت ہے؟ آیا یہ بدعات ہیں یا نہیں؟

۴...... کیا جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین، تبع تابعین اور اکابر دیوبند حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت شیخ الہند، حضرت تھانوی، حضرت مدنی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا رحمہم اللہ کے ہاں مروجہ مجالس ذکر کی کوئی مثال پائی جاتی ہے جس میں [۱] وقت [۲] جگہ کی تعیین کے ساتھ [۳] تداعی اور [۴] باقاعدگی بھی ہو۔...... اِسی طرح کیا اِن اکابر سے ہر اصلاحی بیان، ہر جلسے اور ہر وعظ کے بعد مجلس ذکر بالجہر منعقد کرانا ثابت ہے؟...... نیز کیا ہر مسجد، مدرسے، بیٹھک اور عام وخاص مقامات پر مجالس ذکر منعقد کرانا اور ہر ایک کو مجلس ذکر کی تلقین کرنا اِن اکابر سے ثابت ہے؟

میں انتہائی ادب سے مکرر گذارش کروں گا کہ لمبے چوڑے جواب اور تفصیلی ابحاث کے بجائے اِن سوالات کے دوٹوک اور واضح مختصر جوابات عنایت فرمائیں۔ تاکہ اُصولی اور بنیادی نکات پر آپ کا موقف کھل کر سامنے آئے۔ امید ہے اِس سلسلے میں ضرور تعاون فرمائیں گے۔

والسلام...... خادم اہل سنت حمزہ احسانی غفرلہ...... ۱۲ر شعبان المعظم ۱۴۳۷ھ...... ۲۰ر مئی ۲۰۱۶ء...... جمعۃ المبارک

تقریباً چار ماہ قبل بندہ کی مولانا نثار صاحب سے فون پر بات ہوئی تو مولانا نے فرمایا: ''آپ کے خط کا جواب میں نے لکھ لیا ہے۔ کمپوزر کے سپرد کر دیا ہے۔ ان شاء اللہ جلد روانہ کر دیا جائے گا۔'' لیکن چار ماہ میں اس کمپوزر سے وہ جواب ہی نہیں کمپوز ہو پایا۔ حتیٰ کہ مولانا نثار صاحب کے پاس فرصت ختم ہوئی۔ اب چند دن قبل بندہ نے اپنے خط کے جواب کی بابت پوچھا تو کہنے لگے: خط کمپوز تو ہو چکا ہے۔ لیکن اِس قسم کی خط وکتابت کی میرے پاس فرصت نہیں۔ ۱۲

کردیں اور عملاً اس پر قائم رہیں۔ آپ نے صاف صاف رجوع کی بجائے تاویلات کی راہ اختیار کی۔

احقر نے آپ سے قدیم تعلق کی بنا پر اپنے معمول کے برعکس آپ کو نظرِ ثانی کا ایک موقع اور دیا اور ایک خط مزید بھیجا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ گزر جانے کے باوجود آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ کی نظر میں یہ مسئلہ ترجیح یا اہمیت کا حامل نہیں ہے، لہٰذا احقر آپ کو دی گئی اپنی خلافت سلب کرتا ہے۔ اب آپ نہ ہمارے خلیفہ ہیں اور نہ ہی معتمد۔ آئندہ ہم سے رجوع نہ کیا جائے۔

والسلام...... سلیم اللہ خان...... خادم: جامعہ فاروقیہ کراچی...... صدر: وفاق المدارس العربیہ پاکستان

۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ...... ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۶ء

☆......☆......☆......☆

کتاب تحفظ عقائد اہل سنت کے بارے میں حضرتؒ کا موقف اور مولانا نثار کی چالاکی:

حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ اور مولانا نثار صاحب کی مناسبت سے ایک بات کا تذکرہ یہاں مناسب بلکہ ضروری سمجھتا ہوں کہ: چند ماہ قبل ہمارے مخدوم بزرگ مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم نے بہت سے اکابر و احباب کی دعاؤں اور توجہات کی بدولت بفضلہ تعالیٰ تحریرات اکابر کا ایک قیمتی مجموعہ بنام ''تحفظ عقائد اہل سنت'' شائع کیا تھا۔ اشاعت سے قبل اس کی مکمل فہرست حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کر کے شیخ محمد بن علوی مالکی اور اُن کے مؤیدین صوفی محمد اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب سے متعلق حضرت رحمہ اللہ کی رائے دریافت کی گئی۔ اور حضرت رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک ملفوظ کی تصدیق چاہی گئی۔ اور یہ عرض کیا گیا کہ ''آنجناب کے جواب کو بطورِ تقریظ کتاب میں شامل کیا جائے گا۔''

اُس وقت حضرت رحمہ اللہ کراچی میں مقیم تھے اور عریضہ بھی کراچی ہی بھیجا گیا تھا۔ لیکن اُس کے جواب میں ''وفاق المدارس ملتان'' کے دفتر سے حضرت رحمہ اللہ کی دستخطی مہر کے ساتھ ایک خط موصول ہوا۔ جس میں دریافت طلب اُمور میں سے صرف ایک بات کا جواب تھا۔ یعنی کتاب کے آٹھ ابواب میں سے سات ابواب کے بارے میں خاموشی تھی۔ اور ایک باب جو مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب سے متعلق تھا اُس کے بارے میں حضرت کی رائے مذکور تھی۔ اور یہ لکھا ہوا تھا کہ: ''مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے معاملے میں آپ کا خط ملا۔'' حالانکہ وہ کتاب صرف اُن کے بارے میں نہیں تھی۔ نہ

ہی خط میں صرف اُن کا پوچھا گیا تھا۔ بلکہ کتاب کا صرف ایک باب اُن سے متعلق تھا۔ اور عریضے کا بھی ایک سوال اُن کے بارے میں تھا۔ نیز اُس جوابی مکتوب میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ: ''اَب اِس معاملے کو اُٹھانا مناسب نہیں۔''

یہ دیکھ کر حیرت ہوئی۔ کیونکہ:

(۱)......شیخ محمد بن علوی مالکی اوران کے مؤیدین کے بارے میں حضرت کی رائے بے لچک اور بالکل واضح ہے۔ چنانچہ یہی کتاب جب پہلے شائع ہوئی اور ہمارے مخدوم بزرگ حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب مدظلہ العالی کی وساطت سے حضرت رحمہ اللہ تک پہنچی تو حضرت نے جواب میں یہ تحریر فرمایا:

باسمه الكريم

مکرمی ومحترمی حضرت مولانا مفتی شیر محمد صاحب زیدت مکارمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

جناب والا کا علمی وتحقیقی تحفہ (علوی مالکی اوران کی کتاب اصلاح مفاہیم پر تحقیقی نظر) پہنچ گیا۔

اس نوازش کا بدل وجان شکریہ۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیرا کثیرا۔ آمین

جن بزرگوں کے مضامین تحقیقی نظر میں جمع کیے گئے وہ سب کے معتمد اور مقتدیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے استفادے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین۔

سلیم اللہ خان......۱۲/۲۵/۱۴۲۷ھ......۱۶/۰۱/۲۰۰۷ء

(اس مکتوبِ گرامی کا عکس بھی رسالے کے آخر میں شائع کیا جارہا ہے۔ دیکھیے عکس نمبر ۷)

نیز حضرتؒ کے ایک تلمیذ رشید مولانا مفتی نجیب اللہ عمر مدظلہ راوی ہیں کہ:

''حضرت شیخ سلیم اللہ خان صاحب دامت برکاتہم نے دورانِ درس فرمایا تھا کہ: صوفی اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب اور مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب وغیرہم دیوبندی نہیں ہیں۔ کیونکہ انہوں نے علوی مالکی نظریات کو قبول کر کے اُن کا پرچار شروع کر دیا ہے۔''

(۲)......نیز جوابی مکتوب کی مرسلہ عریضے کے ساتھ مکمل مطابقت بھی نہیں تھی۔

چنانچہ بعد میں اس جواب کی بات حضرتؒ سے دریافت کیا گیا تو فرمایا: اَب مجھے یاد نہیں کہ آپ کے خط کے جواب کے لیے کسے کہا تھا۔ تب بات کھلی کہ اُس وقت چونکہ مولانا نثار الحسینی صاحب حضرت کے معتمد تھے۔ غالبًا حضرت نے اُنہی سے جواب لکھنے کو فرمایا۔ اور انہوں نے یوں

عریضے کو غلط رُخ دے کر ساری بات بدل ڈالی۔ اور یہ جواب مولانا نثار صاحب کی طرف سے ہونے کا یقین تب ہوا جب اُنہوں اُسی مکتوب کو اپنے مرتبہ رسالے ''قضیہ کا خاتمہ'' کا حصہ بنایا۔

چنانچہ حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں دوبارہ وہی سوالات ارسال کیے گئے۔ اور شیخ محمد علوی مالکی، صوفی محمد اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب وغیرہ کا حکم، دیوبندی بریلوی اختلاف کی حیثیت، عرس میلاد اور تعیین وقت کے ساتھ ایصالِ ثواب وغیرہ اور مجالس ذکر بالجہر کے حوالے سے حضرت کا موقف دریافت کیا گیا۔ لیکن ابھی اُس کے جواب کی نوبت نہ آئی تھی کہ حضرت رحمہ اللہ کا بلاوا آ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ لیکن حضرت رحمہ اللہ نے مولانا نثار احمد صاحب کے نام جو خطوط بھیجے، اُن میں مذکورہ بالا تقریباً تمام اُمور کا واضح اور دوٹوک جواب موجود ہے۔ الحمدللہ۔

نیز کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' کی بابت حضرت رحمہ اللہ کی حقیقی رائے کی وضاحت اور مولانا نثار صاحب کی ہوشیاری و کاریگری کی ناکامی کی قدرتی صورت یہ ہوئی کہ طباعت کے بعد کتاب ''تحفظ عقائد اہل سنت'' حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کر کے تاثرات وخیالات سے تحریری طور پر آگاہی کی درخواست کی گئی۔ تب حضرت رحمہ اللہ نے اپنے قلم سے یہ لکھ بھیجا:

''باسمہ الکریم   مکرمی! زید مجدہم   وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کتاب تحفظ عقائد اہل سنت مل گئی۔ اکثر حصہ پڑھ بھی لیا۔ اور اس کو مفید پایا۔''[18] (عکس نمبر ۴)

یہ تحریر چونکہ حضرت کے اپنے قلم سے تحریر فرمودہ ہے۔ اور اُس تحریر کے بعد کی ہے جو مولانا نثار صاحب نے حضرتؒ کے معتمد کے طور پر لکھ کر روانہ کی تھی۔ اِس لیے یہی معتبر ہے۔ اور یہی حضرتؒ کا

۱۸۔ جبکہ مولانا نثار صاحب تحریرات اکابر کے اس مجموعہ کی بابت لکھتے ہیں:

''احقر نے اس قضیہ سے متعلق جانبین کی تحریرات پہلے بھی پڑھی تھیں اور اب نئی 'تحقیقی نظر' بعنوان ''تحفظ عقائد اہل سنت'' میں دوبارہ بھی ان کا مطالعہ کیا ہے۔...احقر اب اِن حالات میں اِس نئی طرز کی تحریک کی طرح اٹھائے گئے اِس کام کو سلفیت اور مماتیت سے زیادہ خطرناک سمجھتا ہے۔''

[خط: بنام مولانا مفتی عبدالقدوس ترمذی، ص:۶]

قارئین! غور فرمایئے کہ مولانا نثار صاحب اپنے مخصوص اَفکار کے دفاع کے لیے اکابر دشمنی میں اِس حد تک بڑھ چکے ہیں کہ اکابر اہل سنت (حضرت امام اہل سنتؒ، حضرت قائد اہل سنتؒ، حضرت ترمذیؒ، حضرت لدھیانویؒ) کی تحریرات کو سلفیت ومماتیت سے زیادہ خطرناک قرار دینے سے بھی باز نہیں آئے۔ کہاں اکابر اہل سنت اور کہاں مولانا نثار احمد صاحب!   چہ نسبت خاک را با عالم پاک   ۱۲۔

موقف ہے۔ الحمدللہ کہ اِس طرح مولانا نثار صاحب کی ہوشیاری ناکام ہوئی۔ اور حضرت رحمہ اللہ کا موقف واضح رہا۔ حق کامیاب ہوگیا۔ باطل ہمیشہ کی طرح خائب وخاسر ہوا۔ سچائی، دیانت داری اور اکابر کے مسلک سے وفاداری جیت گئی۔ چالاکی، ہوشیاری اور اکابر کے مسلک سے غداری دم توڑ گئی۔ الحمد لله حمدًا كثيرًا طيباً مباركاً فيه.

نیز اس کے بعد مولانا نثار صاحب کے نام حضرت رحمہ اللہ کے جو مکاتیب اَبھی آپ نے ملاحظہ فرمائے، اُن میں حضرتؒ نے شیخ محمد بن علوی مالکی اور اُن کے مؤیدین کے بارے میں بالکل واضح اور بے لچک موقف کو بار بار صراحتاً تحریر فرما کر مولانا نثار صاحب کے لیے غلط بیانی کی کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

مولانا نثار صاحب نے حضرت رحمہ اللہ کے معتمد کی حیثیت سے جو جوابی خط لکھا تھا، اُس میں 'کمالِ ہوشیاری' سے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ: ''اِس سلسلے میں میرے کسی خط یا درسی حوالہ کو شائع بھی نہ جائے۔'' حالانکہ جو مکتوب گرامی اور درسی حوالہ عریضے میں درج کیا گیا تھا، اُس کا تعلق صرف مولانا عزیز الرحمٰن صاحب سے نہیں تھا۔ لیکن مولانا نثار صاحب دراَصل ہزاروی صاحب کی آڑ میں صوفی اقبال صاحب اور مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کے دفاع کی روش عرصہ دراز سے اپنائے ہوئے ہیں۔ اِس لیے اُنھوں نے یہ موقع غنیمت جان کر لگے ہاتھوں ''ناجائز'' فائدہ اُٹھانا چاہا۔ لیکن کہاں۔۔!؟

اللہ پاک نے مولانا نثار صاحب کی اِس 'ہاتھ کی صفائی' کا توڑ اِس طرح فرمادیا کہ حضرت رحمہ اللہ نے مولانا نثار صاحب سے متعلق اپنا آخری مکتوب گرامی اپنے قلم سے یہ لکھ کر بھیج دیا کہ: ''مجلّہ صفدر میں اشاعت کے لیے بھیج دیا جائے۔'' گویا نہ صرف موقف کی وضاحت ہوگئی بلکہ حضرت رحمہ اللہ ہی کی جانب سے اشاعت کی خواہش بلکہ حکم کا ٹھوس ثبوت بھی ہوگیا۔ یوں قدرت نے حضرت رحمہ اللہ کے قلم سے مولانا نثار صاحب کی ایک ایک ہوشیاری اور مغالطہ آمیزی کا پردہ چاک کرادیا۔

بالآخر نتیجہ یہ نکلا کہ مولانا نثار صاحب کے مخصوص اَفکار سے متعلق حضرت کو مستند اور باحوالہ معلومات حاصل ہوئیں تو حضرت رحمہ اللہ نے اُن سے خلافت ہی سلب فرمالی۔

حضرت مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کا معاملہ:

اِسی دوران حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب ہزاروی کا معاملہ بھی حضرت رحمہ اللہ کے سپرد

کیا گیا۔ اُس کا قصہ یوں ہوا کہ مولانا نثار احمد صاحب کی طرح مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب پر بھی حضرت کو بھرپور اعتماد تھا۔ اِس لیے حضرت رحمہ اللہ نے مولانا عبدالرحیم چاریاری مدظلہم کے نام اپنے ایک مکتوبِ گرامی میں ارشاد فرمایا تھا کہ: مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی کے متعلق جو تحریر ہے، احقر اُس سے متفق نہیں۔''

نیز مدینہ شریف میں حاضری کے موقع پر مولانا چاریاری نے حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضری دی، دورانِ گفتگو مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کا تذکرہ ہوا۔ مولانا چاریاری نے عرض کیا کہ: چند اُمور کی بابت مولانا ہزاروی کا عقیدہ مشکوک ہے۔ اِس پر حضرتؒ نے فرمایا کہ: آپ کو ہزاروی صاحب کے حوالے جو اشکالات یا اعتراضات ہیں، آپ بتا دیں۔ ہم اُن سے اُن کا موقف تحریری طور پر معلوم کرلیں گے۔ چنانچہ پاکستان واپسی پر تعمیل حکم میں مولانا ہزاروی سے متعلق بھی چند گذارشات حضرت رحمہ اللہ کی خدمت میں ارسال کی گئیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ: مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب صراحتاً یہ تحریر فرمادیں کہ:

۱......دیوبندی بریلوی اختلاف اُصولی ہے یا فروعی؟ اور جناب احمد رضا خان صاحب اہل سنت میں شامل تھے یا نہیں؟

۲......شیخ محمد علوی مالکی اور اُن کے مؤیدین جناب صوفی محمد اقبال صاحب، مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب وغیرہ کے بارے میں اپنا موقف واضح فرمائیں کہ اُن کو اہل سنت میں شامل سمجھتے ہیں یا نہیں؟

۳......عرس، میلاد اور تعیین وقت کے ساتھ ایصالِ ثواب (مثلاً دس محرم کو) وغیرہ اعمال بدعت ہیں یا نہیں؟

۴......مروجہ مجالس ذکر بالجہر جن میں وقت اور جگہ کی تعیین کے ساتھ ساتھ تداعی کا اہتمام بھی کیا جاتا، اکابر دیوبند حضرت نانوتوی، حضرت گنگوہی، حضرت شیخ الہند، حضرت تھانوی، حضرت مدنی اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا رحمہم اللہ کے ہاں ایسی مجالس کا ثبوت ملتا ہے یا نہیں؟

حضرت مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ سے گذارش کی گئی تھی کہ آپ مذکورہ بالا اُمور میں مولانا ہزاروی کا واضح موقف اُن سے تحریری طور پر لکھوالیں۔ پھر جو فیصلہ مناسب سمجھیں فرمادیں۔

چنانچہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب کی طرف حضرتؒ نے ایک تحریر برائے دستخط

ارسال فرمائی جس کے ساتھ ایک والا نامہ بھی ارسال فرمایا، اُس میں یہ بھی لکھا ہوا تھا کہ:

''مولانا عبدالحفیظ مکی صاحب کے ساتھ مشترکہ اجتماعات کرنے یا اس میں شرکت خواہ وہ آپ کے ادارے میں یا کہیں اور، ہرگز قابل قبول نہیں۔''

لیکن مولانا نثار صاحب کی طرح مولانا عزیز الرحمٰن صاحب نے بھی دستخط کرنے کے بجائے تاویلات کا سہارا لیا۔ حضرت رحمہ اللہ نے بھی اُن کو ایک اور موقع دیتے ہوئے دوسرا مکتوب گرامی ارسال فرمایا۔ لیکن اَبھی اِس معاملے کا فیصلہ ہونا باقی تھا کہ حضرت رحمہ اللہ کا بلاوا آ گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب سے حضرت رحمہ اللہ کی جو مکاتبت رہی، وہ بھی ان شاء اللہ جلد شائع کردی جائے گی۔ اور مولانا نثار صاحب سے متعلق مزید انکشافات بھی ہوں گے۔

مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب سے گذارش:

اِن سطور کی وساطت سے ہم براہِ راست حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب مدظلہم سے بھی عرض گذار ہیں کہ مندرجہ بالا اُمور میں اپنا موقف واضح اور دوٹوک انداز میں تحریر فرما کر صورتِ حال واضح فرمائیں۔ تاکہ حق کا بول بالا ہو اور باطل کا منہ کالا ہو۔ واللہ المؤفق

مولانا ہزاروی کا عقیدہ......علماء و مشائخ سے گذارش:

مجلّہ ''صفدر'' کے صفحات اور بعض نجی خطوط کے ذریعے پہلے بھی علماء و مشائخ سے مؤدبانہ گذارش کی جاچکی ہے کہ مولانا عزیز الرحمٰن ہزاروی صاحب سے ہمیں کوئی ذاتی عداوت بالکل نہیں۔ صرف اتنی سی بات ہے کہ کافی عرصہ قبل اُن کی تحریرات سے یہ ظاہر ہوا تھا کہ مذکورہ بالا چند اُمور میں اُن کا موقف اسلافِ اہل سنت دیوبند کے خلاف ہے۔ اس کے تقریباً سات سال بعد جب صوفی محمد اقبال صاحب اِس دنیا سے چلے گئے تب مولانا ہزاروی نے اپنی ایک تحریر سے یہ 'تاثر دیا' کہ میں اپنے اُن نظریات سے رجوع کر چکا ہوں جو اسلافِ دیوبند کے خلاف تھے۔ لیکن صرف یہ تاثر دیا، حقیقت میں رجوع نہیں کیا۔ تب سے اَب تک مولانا ہزاروی سے اُن اُمور کی صراحتاً وضاحت طلب کی جاتی رہی ہے اور اَب بھی اُن سے یہی درخواست ہے کہ اُن چند اُمور سے متعلق صاف اور دوٹوک انداز میں اپنے عقیدے اور نظریے سے تحریری طور پر آگاہ فرمادیں۔ اگر کوئی صاحب مولانا ہزاروی سے مذکورہ اُمور میں اُن کا عقیدہ صراحتاً لکھوالیں تو سب کے لیے فیصلہ آسان ہوجائے گا۔ ان شاء اللہ ☆☆

ذکر اور اعتکاف میں مروجہ بدعات

یادگارِ اسلاف، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد صدیق رحمہ اللہ تعالیٰ [شیخ الحدیث: جامعہ خیر المدارس ملتان]

مقدمہ: سلطان العلماء حضرت مولانا علامہ خالد محمود مدظلہم

صفحات: ۲۰۷...... قیمت: ۳۰ روپے (نٹ)...... ناشر: دار الامین لاہور 0307-5687800

مجالس ذکر اور...... شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

ذکر بالجہر کی 'اجتماعی مجالس' کے بارے میں برکۃ العصر شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ
کا واضح موقف حضرت رحمہ اللہ کے اپنے مکتوبات کی روشنی میں

مجلّہ صفدر، شمارہ ٦٧ (ستمبر ۲۰۱٦ء)...... رابطہ: مظہریہ دار المطالعہ 0307-5687800

بسلسلہ: دفاع شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمہ اللہ

جناب محمد بن علوی مالکی صاحب......اور......اُن کے حامیوں کے نظریات اور

اکابر اہل سنت کا حقیقی مسلک و مشرب (تحفظ عقائد اہل سنت)

مقدمہ: حضرت مولانا محمد اسماعیل بدات مدظلہم [خلیفہ مجاز و خادم خاص: حضرت شیخ الحدیث رحمہ اللہ]

مرتب: خادم اہل سنت عبد الرحیم چار یاری

باب ۱: ...... آغاز سخن...... فہرست، انتساب، عرض مرتب، پیش لفظ، تقاریظ، مقدمہ

باب ۲: ...... جناب محمد بن علوی مالکی صاحب اور ان کے حامیوں کا تعارف

باب ۳: ...... جناب محمد بن علوی مالکی صاحب کی کتاب ''اصلاح مفاہیم'' کا تحقیقی جائزہ

باب ۴: ...... مولانا ہزاروی صاحب کے رسالہ ''اکابر کا مسلک و مشرب'' کا تحقیقی جائزہ

باب ۵: ...... مولانا ہزاروی صاحب کے رجوع کی حقیقت

باب ٦: ...... مروجہ مجالس ذکر و درود شریف کی شرعی حیثیت

باب ۷: ...... ''اصلاحِ مفاہیم'' اور ''اکابر کا مسلک و مشرب'' سے متعلق فتاویٰ جات

باب ۸: ...... اکابر کے فتاویٰ اور دستی تحریرات کے عکس

صفحات: 812، رعائتی ہدیہ: 300، ڈاک خرچ: 70 روپے، رابطہ: 0307-5687800

انٹرنیٹ سے ڈاؤن لوڈ کرنے کے لیے...... https://goo.gl/OUsSmJ

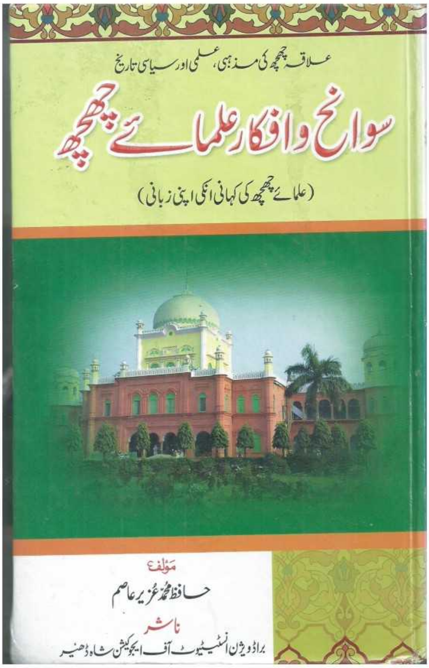

حضرت مولانا حافظ نثار احمد الحسینی صاحب حضرو

حضرت حافظ صاحب حضرو شہر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے علم وتحقیق اور زہد وتقویٰ سے خوب خوب نوازا ہے۔ شریعت وطریقت کے جامع ہی نہیں ماہر غواص بھی ہیں مقامی گورنمنٹ ہائی سکول میں مدرس ہونے کے ساتھ ساتھ اپنی ہی بنا کردہ مسجد ومدرسہ میں بھی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اور طالبان علوم نبوی کے ساتھ ساتھ سالکان طریقت کی رہنمائی کا فریضہ بھی انجام دیتے ہیں۔ اس حیثیت سے بڑے بڑے اکابر کی نسبتوں کے امین ہیں۔

دیگر مصروفیات کے ساتھ ساتھ تصنیف وتالیف کا شغلہ بھی رکھتے ہیں۔ ان کی تصانیف علم وتحقیق، دقیقہ رسی، اعتماد علی السلف، سلکی تصلب اور دفاع اکابر کی آئینہ دار ہیں۔ اللھم زد فزد۔

سوال: آپ کی پیدائش کب اور کہاں ہوئی ابتدائی حالات کے متعلق کچھ بتائیں؟

جواب: میرا نام نثار احمد الحسینی بن شیر افضل ہے۔ پیدائش ۳۱ مارچ ۱۹۶۳ء سوموار کی رات محلہ قاضی پورہ حضرو علاقہ چھچھ ضلع اٹک میں ہوئی۔ آباؤ اجداد اپنی ذاتی زمین میں کھیتی باڑی کرتے تھے۔ والد صاحب سبزی بازار حضرو میں ٹیکسیشن کا کام کرتے تھے۔ مجھے بھی اسی بازار کی مسجد "جامع مسجد مہاجرین" میں قرآن مجید کی تعلیم کے لئے حافظ قاری ظہور احمد علوی کے پاس بٹھادیا۔

سوال: طالب علمی کا سفر کہاں سے شروع کیا؟

جواب: ۱۹۷۴ء میں قرآن مجید ناظرہ ختم کیا قرآن مجید کی تعلیم کے ساتھ عصری تعلیم کے لئے گورنمنٹ پرائمری سکول نمبر ۱ میں داخل کرایا گیا۔ ۱۹۷۸ء میں حضرت مولانا

حضرت مولانا عبد الغنی جلالوی، حضرت مولانا عبد الرؤف، حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین، حضرت مولانا ڈاکٹر شیر علی شاہ صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا عبد العلیم دگیروی رحمۃ اللہ علیہ سے اجازت تفسیر حاصل ہے۔

اسناد علم حدیث: علم حدیث میں احقر کو مندرجہ ذیل حضرات اکابر سے نعمت اجازت حاصل ہے۔

۱۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر رحمہ اللہ۔
۲۔ حضرت مولانا ڈاکٹر غلام مصطفیٰ قاسمی رحمہ اللہ
۳۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبد الغنی جلالوی رحمہ اللہ۔
۴۔ حضرت مولانا عبد الرؤف رحمہ اللہ (شاہ ڈھیر۔ حضرو)
۵۔ حضرت مولانا محمد شریف اللہ رحمہ اللہ (رحیم یار خان)
۶۔ حضرت مولانا محمد نافع مدظلہ (جھنگ)
۷۔ حضرت مولانا عبد الستار تونسوی مدظلہ۔
۸۔ حضرت مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنی مدظلہ
۹۔ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا عبد الحفیظ مکی مدظلہ۔
۱۰۔ حضرت مولانا علی احمد سندیلی مدظلہ (لاہور)
۱۱۔ شیخ سید محمد بن علوی مکی مالکی۔
۱۲۔ حضرت مولانا عبید اللہ مدظلہ (جامعہ اشرفیہ۔ لاہور)
۱۳۔ حضرت مولانا عبد الرحمن اشرفی رحمہ اللہ۔
۱۴۔ حضرت مولانا محمد موسیٰ روحانی بازی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۱۵۔ حضرت مولانا محمد یعقوب مدظلہ۔
۱۶۔ حضرت مولانا صوفی محمد سرور مدظلہ
۱۷۔ حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ،

۱۸۔ حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدظلہ:
۱۹۔ حضرت مولانا عبد الکریم کلاچی مدظلہ۔
۲۰۔ حضرت مولانا محمد امین اورکزئی شہید رحمہ اللہ تعالیٰ:
۲۱۔ حضرت علامہ ڈاکٹر خالد محمود مدظلہ،
۲۲۔ حضرت مولانا سلیم اللہ خان مدظلہ:

اجازت بیعت وسلوک:

بحمدہ تعالیٰ اس عاجز کو مندرجہ ذیل اکابر علیہم الرحمہ سے اجازت وخلافت حاصل ہے۔

۱۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی رحمہ اللہ تعالیٰ۔
۲۔ حضرت مولانا صوفی محمد اقبال مہاجر مدنی رحمہ اللہ:
۳۔ الحاج بابا احمد دین مدظلہ العالی:
۴۔ حضرت مولانا عبد الغنی رحمہ اللہ:
۵۔ حضرت مولانا سیف الرحمن رحمہ اللہ عرف مہمند استاد:۔
۶۔ حضرت مولانا ڈاکٹر صاحبزادہ محمد حسین للہی رحمہ اللہ:۔
۷۔ حضرت مولانا خلیفہ غلام رسول رحمہ اللہ:۔
۸۔ استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الرؤف رحمہ اللہ۔
۹۔ حضرت مولانا حبیب اللہ مہاجر مدنی دامت برکاتہ:
۱۰۔ حضرت مولانا محمد حسن عباسی دامت برکاتہ:

❀❀❀

3

۱۵/ رمضان المبارک میں ایک دفعہ نعت کے سماع
کے وقت عجب کیف پیدا ہوئی آنسو
جاری ہوئے اسی حالت بیداری میں
حضور سرورِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کے چہرۂ انور کی زیارت سے مشرف
ہوا جی بھر کے دیدار کرتا رہا اسی اثنا
میں مفاہیم کے موجودہ اختلاف
کے متعلق سوال کیا عرض کرنے پر
فرمایا یہ حضرات اسکو سمجھ نہیں
سکے اس پر سختی نہیں ہونا چاہیے
بجائے اس کے اپنے کام پر توجہ دیں

احقر الانام
المحمود
مبارک احمد
۱۴۲۵ھ

4

باسمہ الکریم
مکرمی! زید محمد نعیم
وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
کتاب تحفظ عقائد اہل سنت مل گئی اکثر حصہ پڑھ بھی لیا
اور اسکو مفید پایا۔

سبیل النجاۃ فی مسائل الاختلاف

5

بندہ کا حالیہ قضیہ میں کتاب "اصلاح مفاہیم" اور رسالہ "الاکابر کا مسلک و مشرب"
کے کل مباحث سے نہ متفق ہے اور نہ مؤید اور نہ اس سے اتفاق ہے
کہ اختلافات کی دیواروں کو کھڑا کرکے آپس کے دینی و دنیاوی ہر
نوع کے تعلقات کو منقطع کر دیا جائے
طرفین میں سے کسی ایک کے متعلق سوء ظن کو سوء خاتمہ کا
سبب سمجھتا ہوں اور طرفین کے ہر اُن مذہبی اور علمی امور میں
شامل ہونے کو اپنے لیے سعادت سمجھتا ہوں ...

6

محترم المقام حضرت مولانا حافظ محمد زبیر عثمانی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے آپ بعافیت ہوں گے

آپ نے احقر کو مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ کی تصانیف وتحریرات
کے متعلق تحریر لکھنے کا فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں عرض ہے کہ آپ کا احترام
مجھ پر واجب ہے جس کا پاس میں نے الحمدللہ ہمیشہ کیا ہے اور ان شاء اللہ کرتا
رہوں گا۔ مگر یہ میرے بس سے باہر ہے کہ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مرحوم
نے صحابہ کرامؓ اور بالخصوص خلیفہ راشد ششم حضرت امیر معاویہؓ، حضرت
عمرو بن العاصؓ اور حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ پر تنقید و تنقیص کے
جو نشتر چلائے ہیں اس کی تصدیق و تائید یا حمایت میں ایک
لفظ بھی لکھوں یا بولوں۔ صحابہ کرامؓ کی ذات عالی مجھے ہر تعلق اور ہر
نسبت سے عزیز ہے اور الحمدللہ اس پاکیزہ جماعت کیلئے مجھے کسی
قربانی سے دریغ نہیں

بندہ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کے ان عقائد پر ایمان لانے
سے معذرت خواہ ہے

والسلام مع الاکرام

[illegible]

۱۳/ج۲/۱۴۲۰ھ

7

باسمہ الکریم

مکرمی و محترمی حضرت مولانا مفتی مشیر محمد علوی زیدت مکارمہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ تعالیٰ وبرکاتہ

جناب والا کا علمی، تحقیقی تحفہ (تحقیقی نظر) پہنچ گیا۔ اس نوازش کا بدل وجان شکریہ! جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً کثیراً۔ آمین

جن بزرگوں کے مضامین تحقیقی نظر میں جمع کئے گئے وہ سب کے معتمد اور مقتدیٰ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان سے استفادے کی توفیق عنایت فرمائیں۔ آمین۔

سلیم اللہ خان

۲۵/۱۲/۱۴۳۷ھ

۱۶/۱/۲۰۰۷ء

8

جناب مولانا نثار الحسینی حفظہ اللہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

احقر نے ۲۵ رشوال ۱۴۳۷ھ / ۳۱ رجولائی ۲۰۱۶ء کو ایک خط مع تحریر کے آپ کو بھیجا تھا، جس میں آپ سے کہا تھا کہ احقر نے آپ کی درخواست پر آپ کو چاروں سلاسل میں جو اجازت وخلافت دی تھی، وہ مرحوم صوفی محمد اقبال کی خلافت کے ساتھ باقی نہیں رہ سکتی، اس لیے کہ احقر شیخ محمد علوی مالکی سے بیعت اور خلافت کے بعد صوفی محمد اقبال کو شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا کاندھلوی قدس سرہ کے مسلک کا امین اور مشرب کا ترجمان نہیں سمجھتا۔

صوفی صاحب سے خلافت کے بعد احقر کو اصولاً آپ کو خلافت دینی ہی نہیں چاہیے تھی، لیکن خلافت دیتے وقت احقر اس سے لاعلم تھا، لہٰذا علم ہوجانے کے بعد آپ کو تنبیہ کی تھی کہ آپ صوفی محمد اقبال کی خلافت سے اپنا تعلق علی الاعلان منقطع کریں۔ اس کے علاوہ آپ سے متعلق دیگر امور مثلاً ذکر بالجہر پر تداعی اور خلافتوں کے انبار جمع کرنے وغیرہ سے احقر کو شرح صدر نہیں ہے۔

ہماری خلافت کو باقی رکھنے کی فقط ایک صورت ہے کہ آپ ہماری ارسال کردہ تحریر پر دستخط کردیں اور عملاً اس پر قائم رہیں۔ آپ نے صاف صاف رجوع کی بجائے تاویلات کی راہ اختیار کی۔

احقر نے آپ سے قدیم تعلق کی بنا پر اپنے معمول کے برعکس آپ کو نظر ثانی کا ایک موقع اور دیا اور ایک مزید خط بھیجا۔ تقریباً ڈیڑھ ماہ گزر جانے کے باوجود آپ نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خود آپ کی نظر میں یہ مسئلہ ترجیح یا اہمیت کا حامل نہیں ہے، لہٰذا احقر آپ کو دی گئی اپنی خلافت سلب کرتا ہے۔ اب آپ نہ ہمارے خلیفہ ہیں اور نہ ہی معتمد۔ آئندہ ہم سے رجوع نہ کیا جائے۔

والسلام

سلیم اللہ خان

سلیم اللہ خان

۱۷ محرم الحرام ۱۴۳۸ھ / ۱۹ اکتوبر ۲۰۱۶ء

خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

صدر اتحاد تنظیمات مدارس پاکستان

مجلہ صفدر میں اشاعت کے لئے بھیج دیا جائے۔

سلیم اللہ خان خادم جامعہ فاروقیہ کراچی

۱۷ صفر ۱۴۳۸ھ ۱۸ نومبر ۲۰۱۶ء